رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَة

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہ ہادر قادیان بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـلـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے پچے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (عـا)
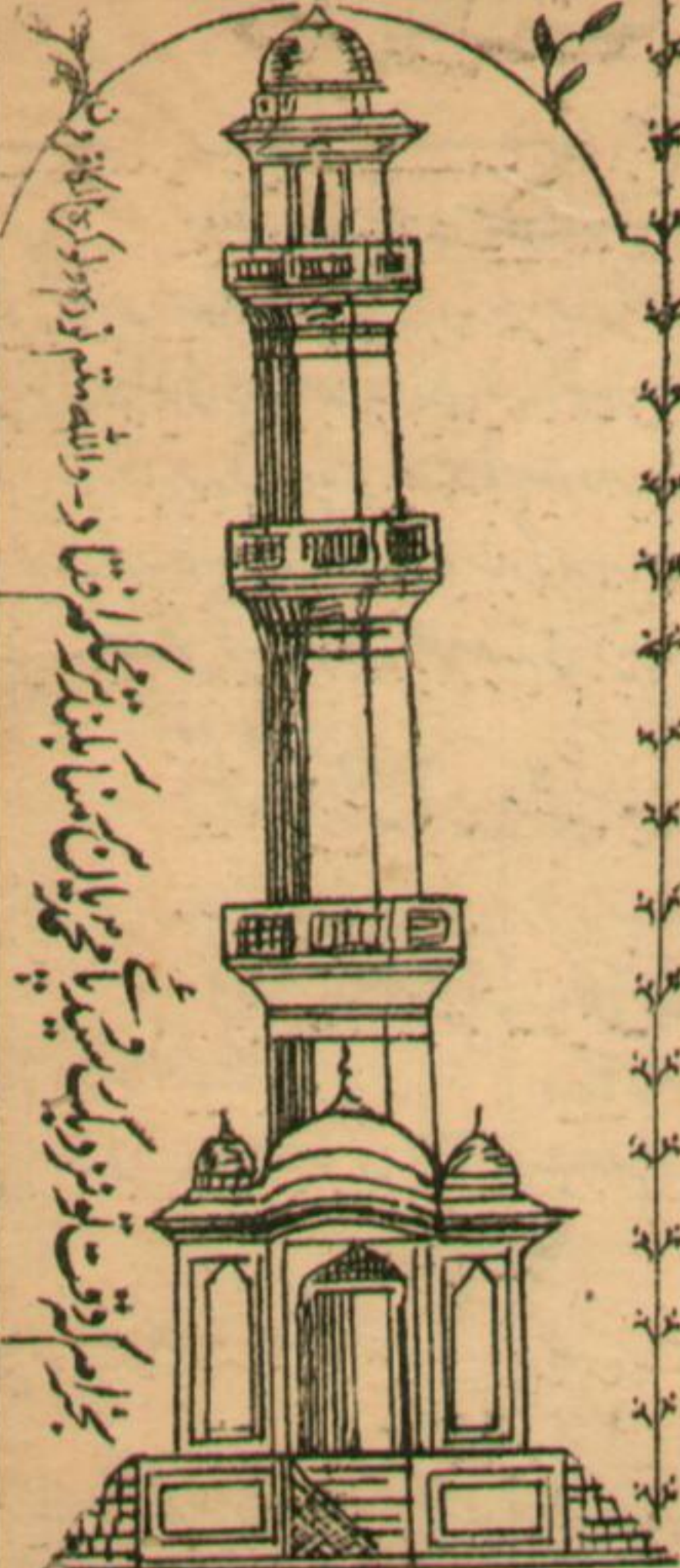
فہرست مضامین

نمبر ۲۰ قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیاء

۳۱ - مئی ۱۹۰۶ء کو فرمایا ۔ چند روز ہوئے میں نے دیکھا تھا ۔
رؤیاء ۔ بہت سے زنبور ہیں اور میں ان کو کپڑے میں پکڑ کر مار رہا ہوں ۔

۴ - جون ۱۹۰۶ء ۔ رؤیاء دیکھا کہ میں ایک جگہ ہوں اور وہاں ایک چادر ایک اونچی جگہ پر رکھی ہوئی ہے اتنے میں ایک چڑا آیا اور اس چادر پر بیٹھ گیا تب میں نے اسکو پکڑ لیا اور کہا کہ جس طرح بنی اسرائیل کے واسطے آسمان سے پرندے اترتے تھے اسی طرح ہمارے واسطے ہیں ۔

۵ - جون ۱۹۰۶ء ۔ الہام ۔ (۱) مَا اُرْسِلَ نَبِیٌّ اِلَّا اَخْزیٰ بِهِ اللّٰهُ قَوْمًا لَا یُؤْمِنُوْنَ ۔
ترجمہ ۔ کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر خدا نے اسکی وجہ سے ایک قوم کو رسوا کیا جو ایمان نہیں لاتے تھے ۔
۲ - یُلْقِی الرُّوْحَ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ
ترجمہ ۔ خدا اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کی روح اس پر ڈالتا ہے ۔
۳ - الہام ۔ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا

۷ - جون ۱۹۰۶ء ۔ بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا ۔ جسکے دو نام ہونگے ۔

(۱) بشیر الدولہ
(۲) عالم کباب

یہہ ہر دو نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے اور انکی تعبیر اور تفہیم یہ ہے ۔

(۱) بشیر الدولہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ہماری دولت اور اقبال کے لئے بشارت دینے والا ہوگا ۔ اُسکے پیدا ہونے کے بعد یا اسکی ہوش سنبھالنے کے بعد زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی اور دوسری پیشگوئیاں ظہور میں آئیں گی ۔ اور گروہ کثیر مخلوقات کا ہماری طرف رجوع کرے گا ۔ اور عظیم الشان فتح ظہور میں آئے گی ۔

(۲) عالم کباب سے یہہ مراد ہے کہ اوس کے پیدا ہونیکے بعد چند ماہ تک یا جب تک کہ وہ اپنی برائی بھلائی شناخت کرے دنیا پر ایک سخت تباہی آئیگی ۔ گویا دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا ۔ اسوجہ سے اس لڑکے کا نام عالم کباب رکھا گیا ۔ غرض وہ لڑکا اس لحاظ سے کہ ہماری دولت اور اقبال کی ترقی کے لئے ایک نشان ہوگا بشیر الدولہ کہلائیگا ۔ اور اس لحاظ سے کہ مخالفوں کے لئے قیامت کا نمونہ ہوگا ۔ عالم کباب کے نام سے موسوم ہوگا ۔

خدا تعالٰے کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دنیا کی سرکش لوگوں کے لئے کچھ اور مہلت منظور ہے تب بالفعل میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں لڑکا نہیں بلکہ لڑکی پیدا ہوگی اور لڑکا بعد میں ہوگا ۔ مگر ضرور ہوگا کیونکہ وہ خدا کا نشان ہے ۔ اور اگر دنیا پر جلد عذاب کا وقت آپہنچا ہے ۔ یعنی عذاب عظیم کا وقت تب ابھی لڑکا پیدا ہوگا جسکا نام بشیر الدولہ اور عالم کباب ہوگا ۔ اور وہ دنیا کے لئے نیکوں کے لئے اور نیز بدوں کے لئے خدا کا نشان ہوگا ۔ یہ اسی قسم کا نشان ہے جیسا کہ عزرا نبی نے خر شیاہ بادشاہ کیلئے فرمایا تھا ۔ اور خدا تعالٰی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عنقریب دو نشان ظاہر ہونگے ۔ پس اگر دو نشان ظاہر ہونے والے جو عنقریب ہیں وہ اور ہیں تو اس صورت میں بھی ابھی دفعہ ان کے گھر میں لڑکی پیدا ہوگی نہیں تو ابھی دفعہ ہی لڑکا پیدا ہوگا ۔ اور وہ خدا کا نشان ہوگا ۔ اور اوس کے ساتھ ایک دوسرا نشان ظاہر ہوگا ۔ اور وہ لڑکا نیکوں کیلئے اور اس سلسلہ کیلئے ایک سعد ستارہ کیطرح مگر بدوں کیلئے اسکے برخلاف ہوگا ۔

اسی تاریخ کے اور الہامات یہ ہیں ۔ ....

(۱) رَبِّ اَرِنِیْ اَنْوَارَکَ الْکُلِّیَّه
ترجمہ ۔ اے میرے رب مجھے اپنے تمام انوار دکھا ۔
(۲) اِنِّیْ اَنَرْتُکَ وَاخْتَرْتُکَ
ترجمہ ۔ مینے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا ۔
(۳) وَاِنَّهٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَاءِ مَا یُرْضِیْکَ
ترجمہ ۔ اور آسمان سے ایک ایسا امر اترنے والا ہے جو تجھے خوش کر دیگا ۔ (۴) دو نشان ظاہر ہونگے ۔
(۵) اللہ تعالٰی اسکو سلامت رکھنا نہیں چاہتا ۔ یہ کسی کی طرف اشارہ ہے
(۶) اِنَّا اَخَذْنَاہُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۔ ہم دردناک عذاب کے ساتھ اوسکو پکڑینگے ۔ (۷) خدا تمہیں سلامت رکھے ۔
(۸) یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ
ترجمہ ۔ وہ لوگ تیری مدد کرینگے جنکو ہم آسمان سے وحی کرینگے ۔
(۹) یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ
ترجمہ ۔ ہر ایک دور کی راہ سے آئینگے ۔ ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس تحائف لائیں گے ۔
(۱۰) سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ ۔ تم پر سلام تم پاک ہو ۔
(۱۱) وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ
اور جو لوگ تیرے پاس آئین گے تجھے چاہئے کہ اُن سے بدخلقی نکرے اور انکی کثرت کو دیکھکر تھک نہ جائے ۔

(کتبہ محمد حسن کجنوری عفی عنہ)

مراسلہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو محکم ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۵ء)

اب جوٹھے اور ساتھ کھانے کی نسبت سنئے اور اپنے سوامی جی کے گرگٹی رنگ کا تماشا دیکھیں ستیارتھ صفحہ ۲۶۳ "ایک ساتھ کھانے میں عیب ہے کیونکہ ایک کیساتھ دوسرے کی طبیعت اور مزاج نہیں ملتی الخ اپنا جوٹھا اپنے واسطے بگاڑ پیدا کرنے والا نہیں ہوتا الخ اسلئے سب انسانوں کو واجب ہے کہ کسی کا پس خوردہ یعنی جوٹھا نہ کھاویں" پھر اس کے برخلاف ستیارتھ صفحہ ۲۶۳ میں اس واجب کی ترک سے خود ہی عیب مذکور کے مرتکب ہوکر یون تحریر فرماتے ہیں "کابل - قندھار - ایران - امریکہ - یورپ - وغیرہ ملکون کے راجاؤن کی لڑکیون - گاندھاری - مدری - الوپی وغیرہ کے ساتھہ آریہ ورت کے ملک کے راجہ لوگ شادی وغیرہ معاملات کرتے تھے شکتی وغیرہ کورو پانڈو کے ساتھہ کھاتے پیتے تھے کچھہ مخالفت نہیں کرتے تھے" اور جوٹھے کی نسبت دیکھو ستیارتھ ۴۵۶ "شودر کے چھونے سے عیب لگانا یہہ بات بیہودہ گھڑت اور جھوٹی ہے کیونکہ جنہون نے گڑ - چینی - گھی - دودھ - آٹا - ساگ - پھل پھول کھالیا انہون نے گویا تمام جہان بھر کے ہاتھہ کا کھایا ہوا اور جوٹھا کھالیا" پھر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۴۹۹ "یہہ اعتقاد رکھنا جو کھانے پینے میں ہی دہرم رہتا ہے اور رہتا ہے جاہلون کا اعتقاد ہے"

یہان سوامی جی ایک طرف تو یہ کہہ کر کہ "ایک ساتھہ کھانے میں عیب ہے" ہر انسان پر واجب ہے کہ کسی کا پس خوردہ نہ کھاوے - اپنی رکابی مذہب کے ساتھہ عام سناتنیون کے سدا برت میں بیٹھہ گئے اور اوپر اٹھو جہٹ لیکچر دینا شروع کر دیا - کہ ساتھہ کھانے میں کچھہ عیب نہیں یہہ آریہ ورت کا قدیمی دستور ہے اور نہ جوٹھا کھانے کے بغیر گذارہ ہو سکتا ہے بلکہ کھاتے پینے میں کسی کو دہارمک یا ادہرمی سمجھنا جاہلون کا اعتقاد ہے - خوب - اپنے منہہ سے اپنے آپ کو جھوٹا - جاہل وغیرہ نامون سے یاد کرنا سوامی کا خاصہ ہے -

ناچ سرود

ستیارتھ صفحہ ۵۹ "گانا - ناچنا باجہ بجانا - الخ وغیرہ بد افعال کو ہمیشہ چھوڑ دین" اس تحریر کے بعد سوامی جی کو کہیں ناچ سرود کے جلسہ مین شریک ہونیکا اتفاق ہوا - اور حسب شعر ؎

قاضی ار با ما نشیند بر فشاند دست را

مست ہوکر ستیارتھ صفحہ ۹۱ میں لکھتے ہیں "ساز بجانا ناچنا - گیت وغیرہ کو قرار واقعی سیکھنا چاہئے" اس مین سوامی جی معذور ہیں مستی مین نیک بد فعل کی تمیز نہیں رہتی -

{سبھا سماج} ستیارتھ صفحہ ۲۱۶ "دہارمک آدمی کو (جو دہرم کے مطابق زندگی بسر کرے) واجب ہے کہ سبھا میں کبھی شامل نہ ہو" اس جملہ مین لفظ واجب اور کبھی دہارمک آدمی کو سبھا مین جانے سے روک رہے ہین گویا یہ منصب ادہرمیون کا ہے پس سبھا سماج کو قایم کرنے والے اور اس مین شامل ہونے والے مہاتما خصوصاً ہمارے مخالف سکرٹری صاحب غور کرین مگر ایسے گرو کے چیلون کو کوئی مشکل نہیں جھٹ ستیارتھ کھول پیش کر دینگے کہ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۸۶ "سبھا مین دہارمک لوگ ہی داخل ہوتے" اسلئے شتر مرغ کی طرح کبھی ہار نے میں نہیں آئینگے -

دیانندی عدل

ستیارتھ صفحہ ۷۲۸ آپ سوامی جی مسلمانون پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن جزا سزا میں مہلت جائیز رکھتا ہے حالانکہ انصاف کا مقتضی ہے کہ فوراً جزا سزا ملنی چاہئے - یہی اعتراض پنڈت لیکھرام نے تکذیب صفحہ ۷۵ مین درج کیا ہے - "خاصہ حاکم عادل کا یہی ہے کہ جسوقت مقدمہ کے وقوعہ کی خبر ملے فوراً کارروائی شروع کر دے مجرمون کو جزا سزا دیوے" مگر چیلے نے یہہ نہ سوچا کہ گرو جی کا کوئی ایک اعتقاد نہیں اور نہ یہہ کسی خاص مذہب کے پابند ہیں میں کہان تک ان کی پیروی کرون گا مجھے فوری انصاف کی سڑک پر چھوڑ آپ کسی اور طرف چل دینگے - چنانچہ سوامی جی اسی مادہ کو (جو اپنے معدہ اعتقاد سے تے اعتراض کے ساتھہ خارج کر چکے تھے) مثل شہد شیرین سمجھہ کر چاٹنے لگ گئے اور چیلون کی تعلیم یافتہ پارٹی سے کوئی اس مکروہ فعل پر کراہت کا اظہار نہیں کرتا بلکہ ستیارتھ کو پانچوان وید سمجھہ لیا ہے لفظ فوراً کے مقابلہ کے لئے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۶۰ "جو آہستگی سے ملتا ہے وہ شنیشچر ہے پرمیشور کی حرکت اسکا فعل ہے چونکہ وہ متانت سے آہستہ آہستہ باقاعدہ جزا سزا دیتا ہے اسلئے بخلاف انسانون کے جو کہ جلد باز ہیں وہ دھیمہ ہے" پھر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۳۴ "لیکن جسوقت گناہ کرتا ہے اسوقت نتیجہ بھی نہیں ملتا" پھر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۳۵ "پاپی انسان دروغ گوئی فریب وغیرہ مجرے کامون سے بیگانے مال لیکر اول بڑھتا ہے" دیکھا ماسٹر جی آپ کا شنیشچر پرماتما بجائے سزا کے مجرم کو بڑھاتا ہے اور ترقی دیتا ہے جس سے انصاف کے روشن چہرہ کو حسب قول سوامی جی کے داغ ظلم سے سیاہ کر دیا یہان تو سوامی جی نے بنیاد تناسخ کو بھی اپنے ہاتھہ سے اکھیڑ دیا کیونکہ کسی انسان کا بڑھنا اصول آریہ کے مطابق جنم سابقہ کے نیک اعمال پر موقوف ہے لہذا پاپی انسان کی موجودہ ترقی کو پاپ کی طرف منسوب کرنا ابطال تناسخ کا صاف اقرار ہے نیز اس تحریر سے یہہ بھی ظاہر ہے کہ جس طرح پاپی انسان دروغ گوئی فریب وغیرہ سے اول اول سکھہ اور راحت کو حاصل کر لیتا ہے خواہ وہ بڑہنا اور آرام پا نا چند روزہ ہو اور جنم سابقہ کے نیک اعمال اسکا باعث نہیں اسی طرح خدا کے نیک اور برگزیدہ انسان بھی صدق اور حق کے ظاہر کرنے سے ابتداً مصائب اور تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں اور اسکا موجب برے اعمال نہیں اور جیسے پاپی دروغگو فریبی آدمی چند یوم آسائش کے بعد آخر کا ذلت اور رسوائی کے ساتھہ ہلاک کیا جاتا ہے ویسے ہی صادق اور راستباز انسان انجام کار مظفر اور منصور ہو کر دنیا سے عزت کے ساتھہ اٹھایا جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ دیانندی عدل کچھ چیز نہیں اور انبیا کے مصائب کو گنہ گارون کی مصائب پر قیاس کرنا غلط خیال ہے -

نیوگ

ستیارتھ صفحہ ۱۴۷ "جیسے کنوارے اور کنواری ہی کا بیاہ ہوتا ہے ویسے جنکی عورت یا مرد مر جاتا ہے انہی کا نیوگ ہوتا ہے" اس عبارت منقولہ سے دو امر ثابت ہیں اول کنوارے کنواری ہی کا بیاہ ہو سکتا ہے - دوم رانڈوے مرد اور بیوہ عورت ہی کا نیوگ ہوتا ہے - اب اگر کوئی رنڈوا مرد یا بیوہ عورت آریون سے بیاہ کرے یا کوئی رنڈوے مرد و بیوہ عورت کے بغیر نیوگ کرے یا کرنے کا حکم دے تو حسب تحریر سوامی جی کے وہ شخص دہرم سے گرا ہوا سمجھا جاوے گا حالانکہ خود ہی سوامی جی اس حکم کے برخلاف اپنے دہرم کی حقیقت ستیارتھ صفحہ ۱۵۳ میں اسطرح ظاہر فرماتے ہیں "جب خاوند اولاد پیدا کرنیکے نا قابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھہ سے علاوہ دوسرے خاوند کی تلاش کر کیونکہ اب مجھہ سے تو اولاد نہیں ہو سکے گی تب عورت دوسرے کے ساتھہ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے" ہم اپنے لائق سکرٹری سے پوچھتے ہیں کہ جب اس جملہ کے ہوتے ہوئے "ویسے جنکی عورت یا مرد مر جاتا ہے انہی کا نیوگ ہوتا ہے" زندہ خاوند والی عورت کو نیوگ کی خوشخبری دیگئی ہے تو پھر بیوہ عورت کو بھی عقد ثانی جائیز ہوا کیونکہ دیانندی قاعدہ کے مطابق ویسے کے ساتھہ جیسے کا شامل ہونا ضروری ہے اور سوامی جی کے نزدیک اگر بیوہ عورت کی رنڈوے مرد سے شادی کی جاوے تو یہہ عین انصاف کی بات ہے چنانچہ سرسوتی جی مہاراج ستیارتھ صفحہ ۱۶۰ میں ضرورت نیوگ پر یہہ دلیل پیش کرتے ہیں "کنوارے اور کنواری ہی کے بیاہ ہونے میں انصاف اور بیوہ عورت کے ساتھہ کنوارے مرد اور کنواری عورت کے ساتھہ رنڈوے مرد کے بیاہ ہونے میں بے انصافی ہے" اسلئے ماسٹر جی اگر آپکو سوامی جی ہی کی تقلید منظور ہے اور آپ حق کو قبول کرنا نہیں چاہتے تو میرے نزدیک آپ کو مناسب ہے کہ اس بیحیائی اور بے غیرتی کے عوض بیوہ کا رنڈوے سے بیاہ کرا مان لیں تاکہ بقول سوامی جی انصاف بھی قایم رہے اور اس شرمندگی سے بھی بچ گئے آپکو معلوم ہو عقد ثانی کے عدم جواز پر سوامی جی انصاف بھی قایم رہے اور اس شرمندگی سے بھی بچ گئے آپکو معلوم ہو عقد ثانی کے عدم جواز پر سوامی جی نے کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی بلکہ ایک دفعہ بیہودہ اعتراض ظاہر کرکے آخر مذہبی حوالگو اپنی جائے پناہ سمجھہ کر بیٹھہ گئے سوامی جی نے ایک جگہ تو فرمایا کہ "جب عورت اپنے خاوند کے مرنے پر یا مرد اپنی عورت کے مرنے کے پیچھے دوسرا بیاہ کرنا چاہیں تب پہلی عورت کے یا پہلے خاوند کی جائداد کو اڑا لیجانا اور انکے کنبہ والون کو ان سے جھگڑا کرنا"

پھر ستیارتھ صفحہ ۱۴۶ میں لکھتے ہیں "جس عورت یا مرد کا الخ محض رسومات شادی ادا ہوئی ہون اور میل نہوا ہوان کا دوسری عورت یا مرد کے ساتھہ پنر ویواہ (مکرر بیاہ) ہونا چاہئے" اب دیکھہ لو وہی نقص یہان موجود ہے مگر بیاہ جایئز مثلاً ایک سناتنی یا آریہ نے کسی نابالغہ سے شادی کی (جیسا کہ ہم اپنے علاقہ اور گاؤن میں دیکھہ رہے ہیں - کہ شادی کرنیکے بعد کئی سال تک بعض اشخاص کو جماع میسر نہیں ہوتا) یا بالغہ عورت کے ساتھہ بیاہ کیا اور اتفاقاً وہ نابالغہ یا بالغہ قبل از جماع مر گئی تو اب ان زیورات یا پارچات کی نسبت (جو عورت خاوند کے گہر لیگئی تھی اس کے دوسری شادی کرنے پر) جھگڑا نہیں اٹھیگا اور کیا وارثان عورت کو یہ امر مانع ہو سکتا ہے کہ اس سے صحبت نہیں کی گئی ہم اپنا مال چھوڑ دین - ہرگز نہیں بلکہ ایسی صورت میں وارثوں کو اور بھی رنج اور غم ہوگا کہ بچاری نے شادی کا نہ کچھہ دیکھا نہ بھالا یونہی اپنا مال چھوڑ مر گئی اب دوسرے اس کے مال سے کیون چین اڑاوے - اسلئے اسکے کنبہ والون کا اس سے جھگڑا کرنا بنت ہے - پس ایسے شخص کو بھی حسب ہدایت سوامی جی کے مکرر بیاہ کرنا جائز نہیں مگر کیا ہوا نیوگ جو موجود ہے پہلے زندگی (بیوہ) کو اجازت دی پھر سہاگن اب کنواری کو بھی نکارہ سمجھا دیا - پنڈت جی چاہتے ہیں کوئی اس تہمت کو

محروم نہ رہے اسیواسطے صراحتاً وکنایتاً عیوب نکاح اور فوائد نیوگ کا تذکرہ چھیڑ رکھا ہے اور جہان منو وغیرہ مین دوسری شادی لکھی ہے وہان بھی آپ نیوگ ہی مراد لیتے ہیں اگر سوامی جی کو عقد ثانی مین بیگانے مال سے نفع اٹھانے اور لڑائی جھگڑے کا خوف ہے تو کیا نیوگ میں دنگہ فساد کا احتمال نہیں فرض کرو پردیس گیا ہوا مرد (جسکی اجازت کے بغیر پیچھے سے عورت نے نیوگ کیا) ایام نیوگ میں اگر واپس آ کر اپنی عورت کو بیگانے مرد سے ہم بستر پاوے تو اسکی غیرت طبی کے جوش کا جو نتیجہ ہوگا وہ موجودہ واردات قتل وغیرہ سے ظاہر ہے یا ایسے مرد سے عورت کو نیوگ کرنیکا اتفاق ہوا کہ جسکی منی حرارت یا برودت کے باعث استعداد تولید کو کھو بیٹھی ہے گو مرد مین قوت وخواہش جماع موجود ہے جسکی بنا پر درخواست نیوگ کی گئی لیکن علت مذکورہ مانع حمل ہے عورت کے خاندان نے اپنا منہ کالا بھی کرایا اور مطلب بھی حاصل نہ ہوا ناچار اس عورت کو کسی اور مرد سے نیوگ کرنا پڑا چونکہ سوامی جی کا ارشاد ہے کہ جب تک نیوگ کا مدعا (جو اولاد پیدا کرنا ہے) پورا نہ ہو نیوگ شدہ مرد عورت کا تعلق قطع نہیں ہوتا دیکھو ستیارتہہ صـــ ۱۵۴ "اولاد پیدا ہو جانے پر دوبارہ وی نیوگ شدہ آپس مین صحبت کرین تو دہرم سے گرے ہوئے سمجھنے چاہئیں" اسلئے پہلے مرد کا حق ہے کہ اس عورت سے صحبت کرکے اپنی خواہش پوری کرے دوسرا بھی بذریعہ نیوگ حقدار ہو گیا ہے پس کسی وقت ان دونون مین ضرور دنگہ فساد ہوگا جیسا کہ چکلوان میں اس قسم کے مقدمات ہوتے رہتے ہیں جن سے آریہ سماج بے خبر نہیں۔ جب سوامی جی کو دوسری شادی کے ناجائز سمجھنے میں عقلی دلائل نے جواب دیکر مایوس کر دیا تو مجبور ہو کر ستیارتہہ صـــ ۱۵۰ میں لکھتے ہیں "اگر کوئی سوال کرے کہ نیوگ کی کیا ضرورت ہے آدمی دوسری شادی کر لیوے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرد عورت کا ایک ہی بار بیاہ ہونا ویدادی شاسترون میں لکھا ہے دوسری بار نہیں" اے ہمارے دوست آریہ صاحبان آپکو انصاف کرنا چاہئے کیا یہ بھی کوئی جواب ہے کہ ہمارے مذہب میں ایسا ہی لکھا ہے سائل کا سوال ہے کہ نیوگ تو صاف زنا ہے آپ لوگ دوسری شادی کیون نہیں کر لیتے مجیب صاحب فرماتے ہیں بھائی کیا کرین ہمین تو مذہب ہی ایسا ملا ہے جسمیں یہہ فعل جائز لکھا ہے سو متر (آپ کو پرماتما نے عقل اور سمجھ عنایت کی تا کہ آپ حق و باطل مین تمیز کر سکیں یاد رکھو جو مذہب ایسی گندی تعلیم دیتا ہے وہ ہرگز سچا مذہب نہین پس یا تو اپنے دس نیمون میں سے چوتھے نیم "سچائی کو قبول کرنا اور غلطی کو ترک کرنا" کے مطابق سوامی جی کی اس غلطی کو ترک کرکے سچائی کا اقرار کر دیا اس چوتھے نیم سے انکار۔ گندم نما اور جو فروش ہونا اچھا نہیں۔

سنیاس

ستیارتہہ صـــ ۱۶۱ "انسانون کو واجب ہے کہ برہم چریہ اشرم کو پورا کرکے گرہست میں داخل ہون اور اسکے بعد بان پرستھہ اختیار کرین بعد ازان سنیاسی ہو جائین" یہان سے جملہ نوع انسانی کے لئے گرہ اشرم وغیرہ کے بعد سنیاس کا لینا واجب اور فرض ثابت ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ سرستی سوامی جی مہاراج باوجود دعوے ہمہ دانی کے ایک بات کو بڑی شد مد سے تحریر فرماکر پھر خود ہی اسکی تردید کر دیتے ہیں یہہ حق سے دشمنی اور باطل سے پیار کرنیکا نتیجہ ہے۔ چنانچہ ستیارتہہ صـــ ۱۷۲ مین بحوالہ منوجی لکھتے ہیں۔ "کہ سنیاس لینے کا حق زیادہ تر برہمن کا ہے اور کھشتری وغیرہ کا برہم چریہ اشرم ہے" اگر سنیاس کے مستحق صرف براہمن ہی ہیں تو سوامی جی جملہ انسانون پر کیون واجب ٹھیرانے ہیں پھر دیکھو ستیارتہہ صـــ ۱۶۴ "جو شخص نفس پرستی کی خواہش سے آزاد ہو وہ برہم چریہ اشرم ہی سے سنیاس لے لیوے" جب ضابط الحواس کو دوسرے اشرمون میں داخل ہونا واجب نہیں اسیطرح کھشتری ویش کو سنیاسی ہونا تو پرہ "انسانون کو واجب ہے" مستی کی حالت میں لکھہ مارا دیانندی فرقہ بھی عجیب فرقہ ہے۔ کہیں تو نسل انسانی کی یہہ خیر خواہی کہ نیوگ جیسی گندی رسم سے اسکو بڑھانا چاہتے ہین۔ اور کہیں سنیاس ہی کو افضل سمجھہ کر اسکے خاتمہ کے درپے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے سنیاس کی فرضیت پر سوامی جی کا ذاتی اعتقاد ہے اور اپنی عادت کے موافق شادی کرنا عارضی اعتقاد میں داخل کر لیا۔ ورنہ سمجھہ مین نہیں آتا کہ کیون ہر موقعہ پر رسم بیاہ کے استیصال اور معدوم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے دیکھو ستیارتہہ صـــ ۱۷۲ "جیسے سنیاسی سب طرف سے آزاد ہو کر دنیا کو فائدہ پہنچاتا ہے ویسا دوسرے اشرم والا نہیں کر سکتا" اس سے ظاہر ہے کہ پرماتما کے نزدیک سنیاسی سب سے افضل ہے ایسا اگر انسان تعلیم وید کے ذریعہ سے ضابط الحواسی کے درجہ میں پہونچکر سنیاسی بننے شروع ہو جاویں تو کچھہ عرصہ کے بعد جب نسل انسانی کا خاتمہ ہو جاویگا تو سنیاسی صاحب کہان سے تشریف لاوینگے۔ گرہ اشرم کی نسبت سوامی جی فرماتے ہیں۔ گرہ اشرم سی بہت اولاد ہو کر آپس میں نفاق کر لڑا مرین" الغرض سوامی جی کی طرز تحریر سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک شادی کرنا سخت غلطی ہے بال بچے کے تفکرات میں پڑ کر نا حق اپنی عیش کو تلخ کرنا ہے اسلئے سوچا کہ کسی ڈھنگ سے اس غلطی کی اصلاح کرنی چاہئے چونکہ کھلا انکار کرنے سے مخالفت کا اندیشہ تہا اور بات بنی مشکل۔ لگے موقعہ پاکر اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرنے رنڈوے مرد کو تو بیاہ کرنے سے اس طرح روکا کہ اس میں انصاف نہیں رہتا رہا کنوارا سو اس کو یون پکارا کہ انسان کی بہبودی اور پرماتما کی خوشنودی اسی میں ہے کہ تحصیل علم کے بعد وہ سنیاسی ہو جاوے۔ اور سوامی جی نے اپنے عملی نمونہ سے بھی چیلوں کو یہہ راز سمجھا دیا کہ دیکھو اگر شادی کرنیمیں پرمیشور کا کوئی حکم ہوتا یا اسمین مجھے کوئی بھلائی نظر آتی تو میں تمہارا پیشوا جسکی اقتدا تمپر فرض ہے ہرگز ہرگز اس حکم کی تعمیل یا اس بھلائی کے حاصل کرنے میں غفلت نہ کرتا جو تم میں سمجھ والے ہیں سمجھ سکتے ہیں کہ شادی کرنا (جسکا منشاء اولاد ہو کر انسانی نسل کو ترقی ہو) اور سنیاسی ہونا خصوصاً برہم چریہ اشرم سے (جسکا منشاء ہے اولاد کے نہ ہونے سے خود سنیاس کا ہی ستیاناس ہو) یہہ دو تو آپسمیں ایک دوسرے کی ضد ہیں اگر شادی کرنا پرمیشور کا حکم ہوتا تو سنیاس کی وہ کبھی اجازت نہ دیتا اسلئے اے میرے چیلو اے میرے نقش قدم پر چلنے والے جوانمردو جسطرح تم نے باقی مسائل کو (جنہیں قدیم سے تمہارے آبا و اجداد مانتے چلے آئے) محض میرے کہنے سے چھوڑ دیا اور میری طبعزاد باتوں پر ایسے فریفتہ ہوئے کہ عقل اور انصاف سے بھی کام لینا بھول گئے اسی طرح یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ شادی کے بارہ میں جو امر میرے قول و فعل سے ثابت ہے وہ تو میرا ذاتی اعتقاد ہے اور جسکا ثبوت محض میرے قول سے ہے اور اسپر میرے فعل ظاہری کے دستخط نہیں خبردار رہو وہ میرا عارضی اعتقاد ہے جو کسی ضرورت کے سبب سے مجبوراً اختیار کرنا پڑا۔ چلو شادی کا بھی فیصلہ ہوا اہل عیال کے دہندے سے آزاد ہو کر عیش اڑاؤ۔ یہہ ہے سوامی جی کی چال کا اصل حال جیسے نیوگ کرنے میں اولاد کے بہانہ کو برہم چریہ اشرم سے سنیاس لینے سے رد کر دیا اور جس میں کچھہ بھی سمجھہ ہوگی وہ اس دیانندی عذر پر کبھی اعتبار نہیں کریگا ویسے ہی سنیاس لینے میں دنیا کا فائدہ یا دہرم کی اشاعت سمجھنا صرف دکھاوا ہی دکھاوا ہے کیونکہ جو شخص امور خانہ داری اور زن و فرزند کے تعلقات سے ناواقف محض ہے اس سے دنیا کو فائدہ کی کیا امید ہو سکتی ہے بلکہ سخت نقصان پہونچنے کا یقین ہے ہم دعوے سے کہتے ہین کہ مجرد آدمی کو (خواہ آریہ سماج اسکو کتنا ہی ضابط الحواس سمجھے) بدچلنی سے محفوظ رہنا مشکل کیا محال ہے خصوصاً اس شخص کے لئے جو عورتون میں بیٹھکر لکچر دیتا ہے ہمارے علاقہ کے آریہ دوست گٹاس راج کے واقعہ سے اس امر کی تصدیق کر سکتے ہیں مین امید نہیں رکھتا کہ کوئی عقلمند اور سلیم الطبع انسان اس خلاف فطرت تعلیم کو منجانب خدا سمجھتا ہو۔ کون ہے جو عین عالم شباب میں قوائے شہوانی کے جذبات کو روک سکے پس اس عورت کو (جو خواہ وہ شادی کرنیکے بعد دوسرے تیسرے روز ہی بیوہ ہو گئی ہے) دوسرے بیاہ کی اجازت نہ دینا اور مرد کے لئے مجرد اور آزاد رہنے کی تعلیم افضل سمجھہ کر اس قوم کے کوچہ بکوچہ میں (جسمیں پردہ ستر کا رواج نہیں) گشت کرانا اپنے ہاتھ سے بنیاد زنا کو قایم کرنا ہے تعصب کا بھلا نہ ہو اچھے اچھے تعلیم یافتہ اور سمجھہ دار آدمی بھی باوجود دیکھنے ان خرابیون کے جن سے بڑے بڑے سوامیون اور شریف گھرانون کی عزت برباد ہو رہی ہے۔ پھر بھی اس غلط اعتقاد سے باز نہیں آتے اور کورانہ تقلید کی وجہ سے غلطیون کا چھوڑنا مشکل ہو گیا ہے تعجب ہے کہ ہمارے ویدی دوست کس دلیل سے سنیاسی ہونے میں دنیا کا فائدہ اور دہرم کی اشاعت سمجہ رہے ہیں کیونکہ جوان سنیاسی سے تو سرکاری....... کیطرح اہل ہنود کی کہیت ننگ و ناموس کی بربادی کا اندیشہ ہے۔ رہا بوڑہا سنیاسی جسکی نسبت سوامی جی ستیارتہہ صـــ ۱۶۳ میں لکھتے ہیں "پچھتر ۷۵ برس تک بان پرستھہ رہکر عمر کے چوتھے حصے میں تعلقات کو چھوڑ کر پری وراٹ یعنے سنیاسی ہو جاوے" سو ہمارے آریہ احباب کو غور کرنا چاہئے صرف غور ہی نہیں کچھہ دلمیں انصاف بھی ہو کہ اول تو عمر کے چوتھے حصے میں ممکن نہیں کہ یہ بوڑہا لایعقل سنیاسی ایک صحیح القویٰ جوان مخالف کے شکوک و شبہات کو رفع کرکے وید کے معارف و اسرار ظاہر کر سکے کیونکہ ہر آدمی کو بجائے خود گھر مین ایسے اشخاص کی عقل و فہم کا تجربہ حاصل ہے کہ کسطرح بوڑہے (جنکو پنجابی بڑکے ہوئے بولتے ہیں) عمر کے اس حصہ میں بچون کی طرح لایعنی حرکات کے مرتکب ہوا کرتے ہیں پھر انکو مشکلات مذہبی کے حل کے لئے منتخب کرنا بانی وید کا کام ہے۔ دوم سنیاسی کے لئے کسی ضروری کام کے بغیر قیام کا حکم نہیں ہر روز سفر کرنا اسکا فرض ہے پھر یہہ بوڑھا بچارا افتان و خیزان بصد مشکل کہیں منزل پر پہونچا بھی تو دن بھر کی تکان اور ماندگی سے ہل جل نہیں سکیگا اسلئے ناواقف لوگون میں وعظ نصیحت کی فرصت کہان۔ سوم تعلقات کے چھوڑنے کیوجہ سے خوراک وغیرہ اشیاء ضروری کے حاصل کرنے میں سنیاسی دوسرون کا محتاج ہو جاتا ہے لہذا جو شخص روٹی تک بھی دوسرے کے دست نگر ہو اسکو لحاظ اور رحم دلداری جیسے کئی حق بات کا ظاہر کرنا مشکل ہے خصوصاً سفر کی حالت مصائب سفر کا بوجھ فی الناس اس ظلم سے دنیا کو کیا فائدہ اور اسمیں کون سی دہرم کی اشاعت ہے جو ویدی ایشور نے ایسے لغو اور بیہودہ کام کو تمام انسانون پر واجب ٹھہرا رکھا ہے۔ (باقی آئندہ)

کرم داد از دولمیال ضلع جہلم

۱۲
موسم گرما کا
خاص تحفہ
یاقوت مروارید مرجان - زہرمہرہ - خطائی - بہشت - کہربا - ورق نقرہ
کیوڑہ و گلاب - سیب و صندل وغیرہ وغیرہ کا
لاجواب مرکب
مفرّح دلکشاء
یہہ اُن قدردان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مفرّح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرّح عنبری کا بدل چاہتے ہیں - کیونکہ مفرّح عنبری کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے ۱۵ اگست کے بعد نصف مئی تک ہوتا ہے - البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں اُن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے +
مفرّح دلکشاء کا نرخنامہ حسب ذیل ہے
قیمت
ایک ڈبیہ تین روپے (سے)
قیمت
تین ڈبیہ آٹھ روپے (عہ)
قیمت
چھ ڈبیہ پندرہ روپے (ﷲ)
قیمت
ایک درجن ستائیس روپے (۲۷)
وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ - خوراک ۳ ماشہ - محصولڈاک بذمہ خریدار
مفرّح دلکشاء
مفرّح دلکشاء
مفرّح دلکشاء
مفرّح دلکشاء
مفرّح دلکشاء
مفرح دلکشاء
المشتہر
حکیم محمد حسین قریشی
موجد مفرّح عنبری و مفرّح دلکشاء
کارخانہ رفیق الصحت
لاہور

سفر میں - صبح - شام - دن - رات - گھر میں - باہر جہاں اور جسوقت چاہو

لگا لگا یا پان تیار پاؤ

ہم نے گولیاں ایجاد کی ہیں ایک گولی منہ میں رکھکر چوسئے - لگا لگایا پان اپنے منہ میں سمجھیے تقریباً وہی مزا وہی ذائقہ وہی رنگت بلکہ خوشبو کہیں بڑھ چڑھ کر - ان گولیوں میں ہم نے ایسی ادویہ ڈالی ہیں کہ جہاں کہ یہ ہر وقت لگی لگائے خوشبودار پان کا کام دینگے وہاں بیشمار فوائد بھی ہیں ان کے کھانے سے دانت مضبوط ہوتے ہیں - دانتوں کی امراض مثل پانی لگنا - خون جانا - سوجنا درد وغیرہ کو مفید ہیں - رس اندر کھینچتے رہیں تو بدہضمی کو ناخ ہیں کھانے کو ہضم کرتی ہیں - بھوک کو بڑھاتی ہیں رطوبت بدنی کو سکھاتی ہیں - قبض کشا ہیں قوت باہ کو بڑھاتی ہیں - ذائقہ ان کا بہت ہی اعلےٰ ہے - جن لوگوں کو پان کھانے کی عادت ہو انکو سفر میں بہت تکلیف ہوتی ہے - اب جہاں چاہیں لگا لگایا پان کھاویں -

قیمت ۶۴ گولی الکم دیبہ (عہ) ... روپے ...

ان کا نام پان ہے

المشتہر ٹھاکر دت شرما وید مالک دلیش اوپکارک اوشدھالیہ لاہور

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا آپکو معلوم نہیں کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی ہے - بتفصیل ذیل جو خاصیت اسکا کل انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے (۲) ان کا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہنچتا ہے (۳) دیسیوں کے ہاتھ میں انتظام ہونے کی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں - ان کے پسماندگان کو بلا حیل وحجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی کی معترف ہے - اسکے علاوہ اور بہت سی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں - جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مد نظر رکھیگا تو وہ قایل ہو جاویگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں نہیں کرانا چاہئے - آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کے لئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کریں - ہماری کمپنی کی پراسپکٹس کا ... آپکو ہمارے دعویٰ کی صحت کا قایل کر دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھکر بھیجنے پر پراسپکٹس مذکور آپ کی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہونچ جائیگا

گیان چند منیجر دایکچوارٹی درخواستیں بنام لاجپت رائے

صاحب سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور ہونی چاہئیں

سچے کو ہمیشہ راحت ہے

حب بے بہا) اسکے استعمال سے کمی قوت باہ - دماغ کی کمزوری - خون کم پیدا ہونا - بدن کا کاہل رہنا - پٹھوں کی کمزوری بھوک کا کم لگنا - دماغی محنت کرنے والوں کے واسطے حقیقت میں بے بہا ہے - قیمت دو درجن عہ

طلاء طلسمی) یہ طلا ان شخصوں کو مفید ہے جو اپنی قوت جوانی کو زائل کر چکے ہیں خواہ کسی باعث زیادہ لکھنا خلاف تہذیب ہے صرف ۷ یوم کے استعمال سے انشاء اللہ بالکل آرام ہو جاتا ہے - قیمت ۲ ماشہ (عہ) جو ایک آدمی کے واسطے کافی ہے - اسکا نمونہ نہیں جاسکتا -

شربت مراد) یہ وہ اعلےٰ قسم کی مٹھائی ہے جو مشک و عنبر و سونجات و مقویات سے مرکب کر کے تیار کی ہے جو چند روز میں اپنا اثر دکھا کر بدن کو قوی کر کے باہ و دماغ و دل کو ازحد قوت بخشکر خون صالح پیدا کرتی ہے - بکس خورد عہ - بکس کلان عہ تین روپے کے خریدار کو محصول ڈاک معاف -

سرمہ سلیمانی) یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے - جس کے چند روز کے استعمال سے جالا پھولا - دھند آشوب چشم - پڑبال - آنکھوں سے پانی بہنا - کمی بصارت ناخنہ وغیرہ کو بہت جلد رفع کرتا ہے - آزمائش ضرور کیجئے - قیمت فی شیشی ایک تولہ ۸/

سنون دندان) درد دندان رسوڑھوں کا پھولنا - دانتوں کا ہلنا - دانتوں میں کیڑا لگنا دانتوں کا زرد ہو جانا - دانتوں کا سیاہ ہو جانا - گندہ دہنی کا ہونا - غرض اس کے استعمال سے یہ امراض بہت جلد رفع ہو کر دانت مثل گوہر آبدار ہو جاتے ہیں - قیمت فی بکس ۴/

المشتہر حکیم محمد حسین ولد حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمد بلب گڈھ ضلع دہلی

کارخانہ عطر فرحت افزا نسیم

) اگر آپکو عمدہ عطر و تیل کی ضرورت ہوئے تو قنوج کی مشہور قدیم کارخانہ فرحت افزا نسیم سے منگوائے روح خوش ہو جائے گی + مختصر فہرست یہ ہے -
گلاب ۲ روپے عہ تک + مشک عنبر ۸ روپے صہ تک + کیوڑہ ۶ روپے صہ تک + مدمست ۶ روپے صہ تک
موتیا ۶ روپے صہ تک + پاندڑی ۲ روپے تک + حنا ۶ روپے صہ تک + خس ۶ روپے صہ تک
چنبیلی ۲ روپے صہ تک + ماگر تیل فی شیشی ۸/ مفصل فہرست منگوانے پر بھیجی جاوے گی + المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے ہیں - بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں - اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے - شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں -

راقم

محمد عبد اللہ و سعد اللہ تاجران عطر قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا -

مراسلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر اخبار الحکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مندرجہ ذیل نظم بجواب پیشگوئی زلزلہ حضرت اقدس علیہ السلام عبد العزیز خان عزیز شاگرد داغ دہلوی مرحوم نے پیسہ اخبار مورخہ ۲۶ - مئی ۱۹۰۶ء ہفتہ وارمین بصفحہ ۹ طبع کرائی ہے اوس کا جواب الجواب راقم نے لکھا ہے براہ مہربانی اپنی اخبار گوہربار مین درج فرماکر نیازمند کو مرہون منت فرماوین - نظم مکذب پہلے نقل کرکے بعد میں نظم مصدق تحریر کرتا ہوں -

نظم مکذب در تردید پیشگوئی زلزلہ

ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن — زلزلہ کیسا کہاں کے کوچ کر جانے کے دن

نظم مصدق بجواب مکذب زلزلہ

اے توانا جلد دکھلا زلزلہ آنے کے دن — اور مکذب زلزلہ کے کوچ کر جانے کے دن
اے مکذب کس بنا پر تو نے یہہ مصرع کہا؟ — ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن

مکذب

خیر امت جبکہ حق نے کہدیا قرآن میں — کچھ نہیں اے امت مرحوم گھبرانے کے دن

مصدق

کہتا ہے قہر خدا سے ہو کے کیوں بیباک تو — کچھ نہیں اے امت مرحوم گھبرانے کے دن
اے مکذب ہے لکھا قرآن میں یہہ جا بجا — ہر گھڑی نزدیک ہیں میرے عذاب آنے کے دن
خیر امت کے عجب آثار ہیں ظاہر ہوئے — جسنے پائے ہیں فقط دجال کہلانے کے دن
امت موسیٰ سے جب آئیں مسیح ناصری — خیر امت کے لئے ہیں سخت غم کہانیکے دن

مکذب

کب غضب بہڑکا ہے یارو اوس خدائے پاک کا — ابر رحمت فرق امت پر ہیں اب چہانیکے دن
مدعی جہوٹے نبوت کے بہت پیدا ہوئے — آگئے بے شبہ اب لوگون کے بہکانیکے دن

مصدق

اک طرف کہتا ترا مرحوم امت غم نہ کہا — ابر رحمت فرق امت پر ہین اب چہانیکے دن
دوسری جانب خلاف اس قول کے لکہتا ہے کیوں — آگئے بے شبہ اب لوگون کے بہکانے کے دن
ابر رحمت فرق امت پر ہے جب چہایا ہوا — پھر کہان سے آگئے امت کے بہکانیکے دن
ہے غضب بہڑکا خدا کا دیکھہ لے چارونطرف — جا بجا موجود ہیں یہہ آگ برسانے کے دن
دیکھہ سبحان الذی پارہ میں ہے وعدہ ہوا — آئیں گے ہر ایک بستی پر سزا پانے کے دن
اور اسی پارہ کے ہے دویم رکوع میں یہہ لکھا — ہے عذاب آتا رسولون سے مکر جانیکے دن
زلزلہ آتش فشانی - سیل اور طاعون کا — ہو گئے باعث **غلام احمد** کے جہٹلانیکے دن

مکذب

عیسیٰ مریم کے آنے کو ہے اک مدت دراز — اور ابھی ہیں بہت دجال کے آنے کے دن
آسمان سے حضرت عیسیٰ کو ہی اب بھیج رے — دیکھیں ہم دجال کے نابود ہوجانے کے دن

مصدق

اک جگہ لکھتا ہے مدت بعد عیسیٰ آئین گے — اور ابھی آئے نہیں دجال کے آنے کے دن
پھر وہیں کہتا ہے یارب بھیجدے عیسیٰ ابھی — دیکھہ لین دجال کے نابود ہوجانے کے دن
جبکہ ہے دجال کے آنے میں اک مدت دراز — قبل اوسکے کیسے پھر عیسیٰ کے ہون آنے کے دن

مکذب

حضرت مہدی کو پیدا کردے اے خالق مرے — مصطفائی دین کے دکھلادے پہیلانیکے دن
نص اکملت لکم سے ختم نعمت ہو گئی — دین کامل ہوگیا اب کیسے پہیلانے کے دن

مصدق

اک طرف کہتا ہے پیدا جلد مہدی ہو کہیں — مصطفے کے دین کے تا دیکہیں پہیلانیکے دن
دوسری جانب خلاف اس کے یہہ داغی کہا - لکہا — دین کامل ہوگیا اب کیسے پہیلانے کے دن
جبکہ اکملت لکم سے دین کامل ہو چکا — پہر بہلا کس دین کے دیکھیگا پہیلانے کے دن

مکذب

زلزلہ آنا قدیمی بات ہے حادث نہیں — کچھہ نہیں مخلوق کو ہیں اس سے غم کہانیکے دن

مصدق

زلزلہ بیشک قدیمی سنت اللہ ہے عزیز — یہہ نہیں ہیں سنت اللہ کے بدل جانیکے دن
کافرون کا قتل کرنا ہی قدیمی بات ہے — کیون عذاب اس کو کہا تہا قتل ہوجانیکے دن
دیکھہ لے تو سورۂ توبہ کو نادان کھول کر — قتل انہون سے کیا اون کو عذاب آنیکے دن
زلزلہ کو ہے خدا قرآن مین کہتا عذاب — اے مکذب کیون نہون پہر اس سے غم کہانیکے دن

مکذب

عیسیٰ مریم سوا جو غیر کو عیسیٰ کہیں — عنقریب آتے ہیں اون کے سخت پچہتانیکے دن
وہ گہڑی آئی نہیں مخلوق جو عیسیٰ کہے — اور بڑہتے جاتے ہیں دجال کہلانے کے دن

مصدق

عیسیٰ ابن مریم نہیں ہے ایک - سن اے بے خبر — کردیا ظاہر نبی نے حلیہ بتلانے کے دن
اک محمد کا مسیح ہے دوسرا ہے موسوی — فرق بین ہو چکا معراج کو جانیکے دن
ایک کا ہے رنگ سرخ اور دوسرے کا گندمی — ہے لکہا اسکو بخاری نے لکھے جانے کے دن
ایک کے ہیں موئے پیچیدہ دگر کے ہیں دراز — اے سمجھہ کمبخت ہیں تیرے سمجھہ جانیکے دن
سب سے عیسیٰ کہلوانے کی گہڑی نزدیک ہی — دیکھہ اب آتے ہیں اوس کے صدق کہل جانیکے دن
کس زبان سے تونے اے بدبخت ازلی یہ کہا — اور بڑہتے جاتے ہیں دجال کہلانے کے دن
ایک ظالم نے تو احمد کو کہا دجال تہا — چکھہ گیا جس کا مزا وہ اپنے مرجانیکے دن
اب **غلام احمد** کو تو دجال کہتا ہے شقی — آگئے تیرے عذاب النار کے پانیکے دن

مکذب

مصحف اقدس ہیں فوت حضرت عیسیٰ نہیں — تا نزول اوسمیں ہیں اون کے زندگی پانیکے دن
چل چکے جہونکے ہوائی مکر کے بے انتہا — گلشن دین نبی کے اب ہیں لہرانیکے دن

مصدق

ہے لکہی قرآن میں کس جا حیات عیسوی — اوس میں تو ظاہر کئے اوسکے گذر جانیکے دن
یہہ کہانی ہے پرانی کوئی اب سنتا نہیں — ہو گئی ظاہر وفات اور اوسکے دفنانے کے دن
اعتقاد زندگی ابن مریم سے ضرور — گلشن دین نصارے کے ہیں لہرانیکے دن
ابن مریم آسمان پر اور محمد خاک میں — اس عقیدہ نے دکہائے دین کے مرجہانیکے دن

مکذب

مصطفے کے بعد جسنے دوسرا ڈھونڈا نبی — آگئے اوس کیلئے اب ٹھوکرین کہانیکے دن

مصدق

کیا نبی ناصری آئینگے بعد مصطفے؟ — ہیں یہ ختم الانبیاء سے تیرے پہر جانیکے دن
مصطفے کے بعد جو ڈھونڈے نبی ناصری — آگئے اوس کے لئے اب ٹھوکرین کہانیکے دن

مکذب

مدعی ہوکر نبوت کا جو کھنچوائی شبیہ — آگئے اوس کے عذاب النار کے پانیکے دن

مصدق

کیا خبر تجہہ کو شبیہہ سے تہی غرض کیا اے سفیہ — آیا تہا حکم خدا تمثیل بنوانے کے دن
بے سروپا شعر تیرے اور دعوے بیدلیل — ہیں ندامت میں ترے یہ ڈوب مرجانیکے دن

مکذب

التجا ہے داور محشر سے یہ میری **عزیز** — ابر رحمت سر پہ ہو اوس آگ برسانے کے دن

مصدق

واہ کیا کہنا ہے داغ دہلوی کے ناخلف — خوب جہٹلائے ہیں تونے زلزلہ آنیکے دن
ہے دعا **قاسم علی** کی قادر غیور سے — جلد دکھلادے مکذب کے سزا پانیکے دن

دفعیہ نیاز مند عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی تراہا بیرم خان پرانی منڈی پہول کی - ۲۸ - مئی ۱۹۰۶ء

ایک شریف لڑکی کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے مکرم محترم محسن جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں ذیل کی چند سطریں ارسال خدمت کرتی ہوں اگر اخبار فرحت آثار کے کسی گوشہ میں جگہ مل جاوے۔ مجھکو الحکم کی تعریف لکھنے کی تو طاقت نہیں ہاں اتنا ہی عرض کرنا کافی سمجھتی ہوں کہ الحکم میں اسکے کلمات شائع ہوتے ہیں۔ جسکی خدا بھی تعریف کر رہا ہے۔ میں اس خداوند کریم کا کہانتک شکریہ ادا کروں جسنے مجھکو اور میرے والدین کو امام الزمان کی پہچان بخشی میرے مکرم مجھے بہت سی اردو اخبارات کے دیکھنے کا موقع ملا ہے اسواسطے کہ میں ملک مولا بخش جیسے روشن دماغ احمدی کی بیٹی ہوں جسنے ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہکر مجھے دین اسلام کا رستہ دکھایا ہے میںنے سب اخباروں کی چھان بین کرکے وکیل اور الحکم پسند کیا یہ دونوں اخبارات ایک ہی وقت میرے پاس پہنچتے ہیں اور جب یہ دونوں میرے سامنے میز پر پڑے ہوتے ہیں تو اسوقت میرے دل کی عجیب ہی کیفیت ہوتی ہے۔ کیونکہ وکیل تو یہہ کہہ رہا ہے کہ اسلام نیم مردہ ہے ہر طرف سے اسپر حملے کئے جا رہے ہیں اور سخت مصیبتوں میں مبتلا ہے اور یہ جہاز ڈوبا چاہتا ہے کسی ناخدا کی ضرورت ہے یہ مریض جان بلب ہے کسی حکیم کی ضرورت ہے اور پکار پکار کر مہدی اور عیسیٰ کی ضرورت بتا رہا ہے۔ علی گڈھ میں بھی مذہبی تعلیم خاطر خواہ نہیں ہوتی۔ انجمن حمایت اسلام کی حالت بھی تسلی بخش نہیں۔ ندوۃ العلماء کی کتابوں میں ہزارہا نقائص بھرے پڑے ہیں۔ غرض بڑے جوش اور تپاک کے ساتھ آنے والے مہدی کا منتظر ہے اور مان چکا ہے کہ نزول مہدی کا یہی زمانہ ہے۔

ادھر الحکم کو اٹھا کر دیکھئے تو وہ یوں مخاطب ہوتا ہے کہ آؤ میں تمہارے دلوں کو جو بسبب نہ ملنے صراط مستقیم کے سخت بے اطمینان ہو رہے ہیں تسلی دوں اس رب العالمین نے اسلام کی نیم مردہ حالت کو دیکھ لیا اور اس کے جلانے کو اپنا برگزیدہ بندہ بھیجدیا مگر حسد کی آگ کے دھوئیں سے تم اندھے ہو رہے ہو دیکھ نہیں سکتے۔ اسلام کو سب حملوں سے بچانے والا اور بزور قلم جواب دینے والا اور مصیبتوں سے چھڑانے والا اس ڈوبتے ہوئے جہاز کا ناخدا اس جان بلب مریض کا روحانی طبیب مہدی مسعود مسیح موعود جسکا تیرہ سو برس سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ میرا آقا مرزا غلام احمد صاحب قادیان میں موجود ہے آؤ ہٹ دھرمی کرنے کی پٹی آنکھوں سے کھولکر دیکھو آیا ہوا ہے یا نہیں مگر تمہارے دل سیاہ ہو گئے ہیں تم نیک بد میں تمیز نہیں کر سکتے خدا سے دعا مانگو کہ خدا تمہیں نیک راہ لاوے۔ انجمن حمایت اسلام وغیرہ یہ ایک قالب بے روح کی طرح کام کر رہے ہیں آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ بے روح جسم کہاں تک کام آوے گا ضرور ایک نہ ایک دن خراب ہو جائیگا اور لوگ اسکی متعفن ہوا سے بھاگ جائینگے۔ اب رہا علیگڈھ اگر اسمیں یونیورسٹی قایم ہو جاوے تو کیا اس سے قوم کا روحانی علاج ہو جاویگا۔ یا اس سے بہت لا مذہب بی۔ اے ایم۔ اے نکل آئے اور جنہوں نے آتے ہی مذہبی پابندی کو پس پشت ڈالدیا ان سے اس مریض کا علاج ہوگا نہیں ہم لوگوں کو روحانی طبیب کی ضرورت ہے اور جو خدا نے اپنے فضل سے بھیجا ہوا ہے وہی معالج ہوگا۔ اسوقت میری خوشی کی انتہا نہیں رہتی اور الحکم کے پڑھنے سے مجھے وہ روحانی لذت ملتی ہے جسکو آجتک میںنے کسی اخبار یا رسالے میں نہیں پایا۔ چونکہ مجھکو وکیل سے ایک گونہ الفت ہے کیونکہ وہ مذہبی معاملات میں دلچسپی لینے والا پرچہ ہے اسی واسطے میں اسکو اور اخباروں کے سامنے شرمندہ کرنا نہیں چاہتی تھی میںنے اسکی غلطی اسکی طرف لکھکر بھیجدی جس کو اس نے ابھی تک شائع نہیں کیا جس کا مجھے نہایت افسوس ہے۔ کہ بننا انصاف پسند مگر کام ایسے کرنے مگر سچ ہے کہ ان لوگوں میں روحانیت نہیں۔ اگر ان لوگوں میں روحانیت ہوتی تو کب کے مسیح کو پہچان لیتے۔ امید ہے کہ آپ میرے پراگندہ خیالات کو شائع کرکے لوگوں کی غلط فہمی دور کردینگے۔

ایڈیٹر وکیل کے نام کھلا خط

لا یجرمنکم شنان قوم علے ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی یعنی کسی قوم کی عداوت کے سبب سے اون سے بے انصافی نکرو کیونکہ انصاف شیوہ پرہیزگاری سے قریب تر ہے جو آپنے ریمارک میرے مضمون پر پاس کیا ہے وہ بالکل غیر منصفانہ اور تعصب سے بھرے ہوئے ہیں آپ جیسے اعلے خیالات اور روشن دماغ کو اور ریفارمری کا دعوے کرنے والے کو ایسی تنگ نظری سے کام نہیں لینا چاہئے۔ میں آپ سے ہرگز یہ امید نہیں کر سکتی تھی کہ آپ سلک مروارید کی تمام خوبیوں کو اسواسطے نظر انداز کردینگے کہ وہ ایک احمدی کی تالیف کردہ ہے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ اس میں تمام باتیں مرزا صاحب کی مشن کی بھری پڑی ہیں۔ کہاں تک بجا اور درست ہے خدا آپکی آنکھوں سے تعصب کی پٹی کو کھولے تو پھر آپ دیکھیں کہ اس میں مرزا صاحب کے مشن کی بجائے عجیب پیرائے کے ساتھ اسلام کی سچائی بیان کی گئی ہے میں دعوے سے کہتی ہوں کہ جیسا مقابلہ عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ سلک مروارید میں کیا گیا ہے آپ مجھے بتلائیں کہ اور کونسی ایسی کتاب عام فہم مستورات کے واسطے شائع کی گئی ہے۔ میں آپ کو ذیل کا واقعہ سناتی ہوں جس سے آپکو پتہ لگ جائے گا کہ مس صاحبان کا مہلک اثر کہانتک نقصان پہنچا رہا ہے اور ملک کو کہاں تک ایسی عام فہم رسالوں کی ضرورت ہے۔

"کچھ دنوں سے دہلی شہر میں مسوں کا یہ کام جاری ہے کہ اکثر مسلمانوں کے گھروں میں جاکر تعلیم صنعت و حرفت کے بہانہ سے اپنی منادی کرتی رہتی ہیں جس کا شدہ شدہ نتیجہ یہ ہوا کہ چند ایک نو عمر لڑکیاں مسلمانوں کی ورغلا کرلے گئیں اس کا بہت شور و غل ہوا۔ مگر مسلمانوں کو ناکامی ہوئی۔ آخری واقعہ ماہ رمضان میں یہ پیش آیا ہے کہ ایک مسلمان معروف بہ نواب برف والہ جو کوچہ میر عاشق میں رہتا تھا اس کے گھر میں مس صاحبہ اسکی نوجوان ناکتخدا لڑکی کو تعلیم تربیت سکھلانے کے واسطے نہیں عیسائی بنانے کیواسطے آیا کرتی تھیں اور ان ایام میں ان کا جادو دختر ناکتخدا پر پورا اثر کر گیا۔ والدین دختر نے اسکی شادی کی تیاری کرکے تاریخ نکاح مقرر کردی جو بہت تھوڑے دن کی تھی مس صاحبہ کو علم ہوا انہوں نے جانا کہ بعد شادی اس مسحورہ کو لیجانا دشوار ہو جائیگا کیونکہ ایک مستقل دعویدار اس کا خاوند موجود ہو جائیگا۔ مناسب ہے کہ ابھی بے نیل مرام اس کے شوہر کے کافور بنا دیں۔ چنانچہ جب شادی میں چند ہی روز باقی رہے تو مسیح کی بھیڑ نے اس دختر کو برضامندی اسکی کے کسی بہانہ سے گاڑی میں سوار کرا مشن ہوس میں جا داخل کیا۔ اور نہایت محبت اور اخلاق سے اسکو رجھایا۔ دین اپنے سے وہ پہلے ہی بے خبر تھی۔ دختر والدین و برادران حقیقی نے مطلع ہونے پر زنانہ مشن سے دختر کو واپس لینا چاہا۔ مگر مس تہاربرن صاحبہ منتظمہ مشن نے بذریعہ چٹھی انکو حوالہ پولیس کردیا جہاں سے چالان ہوکر عدالت مسٹر کرتھی سنگھ صاحب مجسٹریٹ کے آیا صاحب موصوف نے مصلحتاً انکو دلاسا تسلی دیکر بری کردیا اور کہا کہ جاؤ اگر دعوی ہے تو بذریعہ عدالت وصول دختر کا استغاثہ کرو تحریک چند علماء دہلوی یعنی مولوی عبد المجید صاحب واعظ مولوی شرف الحق صاحب اور والد دختر نے استغاثہ صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں اغوا دختر نابالغ کا دائر کیا۔ صاحب بہادر نے وہ عرضی اسی عدالت میں جس سے پہلے چالان پولیس کا فیصلہ ہوا تھا سپرد کرائی تو عرضی قریب دو ماہ تک زیر تجویز رہی جس سے دختر مفرورہ بخوبی مس صاحبان سے مانوس ہوگئی اور قابل اطمینان مس صاحبہ وہ مذہب عیسائی میں داخل ہو چکی تو استغاثہ مذکور کسی فریق کی درخواست سے عدالت کرتھی سنگھ سے منتقل ہوکر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں آیا۔ اور جہاں پر اس کا آخری فیصلہ ہوا۔ والد دختر کو کسی نامعلوم ذریعہ سے اطمینان دلائی گئی۔ کہ اگر تیری لڑکی تیرے سامنے آجاوے گی۔ تو وہ ضرور تیرے ساتھ چلی آوے گی پس تو یہ کوشش کر کہ میری لڑکی جو عرصہ دراز سے مسوں کے پاس ہے بلوائی جاوے۔ اگر وہ میرے ساتھ چلنے پر رضامند ہوگئی تو مجکو مل جاوے۔ اگر وہ مس صاحب کے ساتھ رہنے پر رضامند ہوئی تو ان کے پاس رہے۔ اس دام افتادہ باپ نے یہی بیان صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو لکھوا دیا۔ اس بنا پر باطمینان صاحب بہادر وے دختر کو مع مس صاحبہ عدالت میں بلوایا اور تھوڑی دیر کے لئے اجازت دی۔ کہ اپنے والد سے علیحدہ گفتگو کرے۔ اس کے بعد بیان ہوگا۔ والد بزرگوار نے نہایت ہی منت۔ خوشامد سے عرض معروض اپنی نامہربان دختر کی خدمت میں کی۔ بہمراہ مولوی شرف الحق صاحب مگر اس نامہربان دختر نے صاف جواب دیا کہ اے بڈھے باپ میں تیرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی خواہ تو قید ہو جا خواہ مر جا یا کچھ کر۔ اس کے بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے دختر معصومہ کا بیان لکھا جو مخلصانہ یہ ہے۔ کہ میرے باپ اور بھائی مجھ سے بازار میں پیشہ کرانا چاہتے ہیں اور حرامکاری کے ذریعہ مجھکو کہتے ہیں۔ کما کر کھلا۔ اس لئے یہ کام مجھکو منظور نہیں۔ میں برضامندی اور خوشی سے بلا تحریک غیری ایسے ماں باپ کو جو کہ مجھ سے حرامکاری کرانا چاہتے ہیں۔ چھوڑتی ہوں۔ اور اپنی مخدومہ محترمہ ہمدم غمگسار مس ولیم مس تہاربرن صاحبہ کے پاس رہنا چاہتی ہوں [illegible] عمر بائیس سال کی ہے والدین جو پندرہ سالہ بتلاتے ہیں غلط ہے۔ یہ بیان لکھا۔ دعوی ڈسمس۔

دختر حوالہ مس صاحبہ ماں باپ بھائی محروم نامراد بخانہ واپس۔"

اور کئی واقعات ایسے سننے میں آتے رہتے ہیں۔ مگر مستورات کے واسطے اس قسم کی کوئی سہل الفاظ میں عام فہم کتاب اس مہلک اثر سے بچانے کیواسطے نہیں بنائی۔ میرے مکرم اگر آپ نے احمدی اخلاق کا وسیع نمونہ دیکھنا تھا تو آپ میرے مضمون سے جو کہ الحکم میں چھپا تھا معلوم کر سکتے تھے۔ الحکم کے ایڈیٹر نے تو یہ نہ لکھا کہ لاثانی استانی قابل وقعت کتاب نہیں اسمیں زمین آسمان کے قلابے ملائے ہوئے ہیں دین مذہب کی کوئی بات نہیں۔ مگر احمدیوں کو انکے ہادی نے یہ نہیں تعلیم دی کہ وہ متعصبانہ کارروائی کریں۔ ہمیں تو بقول ایک جاپانی پروفیسر کے خوبی کے اخذ کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے خواہ وہ یورپ سے

ہو یا ایشیا سے خواہ بہشت سے ہو یا دوزخ سے جب تک عورتوں میں اسلام نہ پھیلیگا ہم ترقی نہیں کر سکتے ہی فرقہ ہے جو جہالت کی تاریکی کے گڑھے میں پڑا ہوا ہے اور اپنے دین سے بالکل بے خبر ہے اور جس کا اپنے دین سے برگشتہ کر لینا کوئی بڑی بات ہی نہیں۔ ایک نیک اور دیندار عورت بہ نسبت نیک اور دیندار مرد کے بہت کچھ کر سکتی ہے۔ کیونکہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جس گھر کی مالکہ احکام الٰہی سے باخبر ہے اس کا سارا خاندان ہی صوم و صلوٰۃ کا پابند ہوگا۔ قدرت نے ننھے معصوم بچوں کی پرورش غور پرداخت اور اتالیقی ماؤں کے ذمہ دیدی ہے جو کچھ وہ ماؤں کو کرتا دیکھتے ہیں ان کے ننھے معصوم دلوں پر وہی اثر پڑتا ہے باپ کی صحبت تو شاید سارے دن میں ایک گھنٹہ ہی میسر ہوتی ہو اس سے وہ کیا سدھر سکتے ہیں اگر مائیں بیدین اور بے علم ہیں تو بچوں کا پھر خدا ہی حافظ ہے۔ میرے ناقص خیال میں یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مستورات کو اپنے پاک مذہب سے باخبر کیا جاوے اور اسلام کی خوبیاں سمجھائی جاویں۔ اور یہ کام سلسلہ تالیفات تعلیم نسواں کے چھوٹی چھوٹی کتابوں اور رسالوں سے ہو سکتا ہے۔ میرا سخت ہی دل جلتا ہے۔ جب میں دیکھتی ہوں کہ میری اکثر تعلیم یافتہ بہنوں کو اپنے پاک دین کی طرف کچھ رغبت نہیں ہے اور اسی واسطے وہ اسلام کی خوبیوں سے بے بہرہ ہیں۔ خاصکر قابل رحم حالت مشن کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کی ہے اگرچہ وہ عیسائی نہ ہی ہوں مگر پھر بھی مس صاحبان کی پاک تعلیم اپنے برحق دین سے برگشتہ کر ہی دیتی ہے۔ کہنے کو مسلمان مگر وہ عیسائیوں سے بدتر ہو جاتی ہیں۔ مجھے اکثر مشن سکول کی تعلیم یافتہ لڑکیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے مگر انہیں دین سے بے بہرہ اور اسلام کی خوبیوں سے ناواقف پایا ہے۔ سوائے انجیل کی کہانیوں کے اور کچھ خبر نہیں۔ اے میرے بزرگو خدا کے واسطے ان معصوم بچیوں کو اس مہلک مرض سے بچاؤ اور اسلامی گرل سکول کھلواؤ۔ میرے تعلیم یافتہ بھائیو اگر آپ کو اپنے ملک کی بہتری منظور ہے تو سلک مروارید جیسی کتابیں شائع کرو ورنہ ایک دن سخت نقصان اٹھاؤ گے ؎

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
اُمّت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جناب ایڈیٹر صاحب میں یہ مضمون اپنا احمدی بھائی سمجھکر بھیجتی ہوں براہ مہربانی جو غلطی ہو اسکو درست کر کے شائع کیجئے اور جلد شائع ہو تا زحد مشکور ہونگی۔ اس مضمون سے میرا کوئی نیا علم جتانے کا ارادہ نہیں۔ بلکہ یہ تو میں نے اپنے دل کا ابال نکالا ہے۔ امید ہے کہ میری احمدی بھائی نکتہ چینی کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ کیونکہ میں کچھ ٹوٹا پھوٹا اردو جانتی ہوں۔

(راقمہ اہلیہ ملک کرم الٰہی بھیرہ)

کشفُ الحِجاب

جناب مخدوم الملت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد شیعہ مذہب کی نسبت کچھ لکھنا تو گویا سورج کو چراغ دکھلانا ہے۔ یہ ادسی پاک مرد (رضی اللہ عنہ) کا کام تھا جو اس جد جہد میں لگا تھا کہ اس غلط کار فریب خوردہ قوم کے آگے جو دھوکے کی موٹی دیوار کھینچی گئی ہے ڈھ جائے مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی کتاب خلافت راشدہ اور ایک شیعہ کے نام خط جو الحکم ۲۲ جلد ۲ میں چھپا ہے۔ جسنے پڑھا ہوگا وہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ شیعہ مذہب کہاں تک تنزل کی تنگ و تاریک گڑھے میں ہے۔ میںنے آجتک کوئی مستقل کتاب شیعہ مذہب کی دیکھی نہیں تھی۔ البتہ یا حسین اور یا علی اور یا پنجتن کے نعرے سنتے تھے۔ مگر ابھی چند روز ہوئے جو ایک کتاب بابو شمس الدین صاحب ہیڈ کمپاؤنڈر میڈیکل سٹور ڈپو میاں میر کے ذریعہ دیکھنے میں آئی جو بابو صاحب مذکور کو جناب ڈاکٹر ممتاز حسین صاحب حیرت سے (جو شیعہ مذہب کے ساتھ خاصی دلچسپی رکھتے ہیں) ملی تھی اس کتاب کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب بڑی سخت اور منحوس جگہ پر ٹاپک ٹوئیاں مار رہا ہے یہ کتاب جناب مولوی شیخ احمد صاحب ابن جناب مولوی وجیہ الدین صاحب مرحوم عثمانی کی تصنیف ہے اور اس کا نام کشف الحجاب عن سیرت الاصحاب ہے اس کتاب کا ما حصل اور خلاصہ یہ ہے کہ اصحاب ثلاثہ خصوصاً اور دیگر اصحاب عموماً قریباً سبکے سب (نعوذ باللہ) بزدل منافق اور کافر اور اسلام کی تخریب کرنے والے تھے اور ایسا ہی جناب علی علیہ السلام باوجود بہادر اور دلیر ہونے کے (نعوذ باللہ) سخت درجہ کے کمزور طبیعت کے تھے اور ایسا ہی آنحضرت صلعم کی قوت قدسی کا دائرہ (نعوذ باللہ) حضرت علی رض تک محدود رہا مگر ادپر بھی کمال درجہ کا پرتوہ نہ ڈال سکا یا اگر ڈالا تو خود حضرت علی رض (نعوذ باللہ) اپنے کمزوری فطرت کی وجہ سے اوس بوجھ کو سنبھال نہ سکے نیز یہ کہ دنیا میں کوئی مومن مسلمان آنحضرت کے بعد نہ رہا نہ شیعہ مسلمان ہیں اور نہ سنی اور نہ خارجی نہ ناصبی اور کہ یہ موجودہ قرآن وہ قرآن نہیں جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا۔ بلکہ یہ وہ بھی نہیں ہے جو ابوبکر کے عہد میں قلم بند ہوا تھا جو قرآن آنحضرت پر نازل ہوا تھا وہ پارچہ حریر پر لکھا جاتا تھا۔ اور ہر وقت آنحضرت کے پاس رہتا تھا اور بوقت وفات آنحضرت نے وہ قرآن حضرت علی رض کو دیدیا تھا اور پھر اوس قرآن کا پتہ نہ لگا کہ کدھر گم ہو گیا۔ غرض اس کتاب کا خلاصہ یہ ہے جو کشف الحجاب کے نام سے موسوم ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اوسمیں سے کچھ مشتے نمونہ از خروارے معہ ریمارکس کے درج اخبار کراؤں تاکہ ناظرین غور کر سکیں کہ جو کچھ "**مسلمانوں کے لیڈر** (رضی اللہ تعالےٰ عنہ)" نے فرمایا ہے اور لکھا ہے کہاں تک صداقت سے پُر ہے۔

کتاب **کشف الحجاب عن سیرت الاصحاب** کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ پر مومن کی صفت یہ بیان کی ہے کہ "النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم یعنی مومن وہ لوگ ہیں جو نبی کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ مثلاً نبی صلعم پر کوئی کافر حملہ کرے تو مومن کا فرض ہے کہ اوس حملہ کو اپنے اوپر رو کے اور نبی کو بچاوے۔ نبی کی جان بچانے میں اپنی جان کا کچھ پاس و لحاظ نہ کرے مگر ہم خلفاء ثلثہ کی کیفیت اسکے برخلاف پاتے ہیں کہ جنگ اُحد میں اور حنین میں اونہوں نے اپنی جان کو نبی کی جان سے پیارا سمجھا اور نبی صلعم کو نرغۂ اعدا میں گھرا ہوا چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ نکلے اور فقط ایک علی رض باقی رہ گئے پس ظاہر ہے کہ جو لوگ نبی کو چھوڑ بھاگے وہ ہرگز **مومن نہ تھے**"

شیعوں کے نزدیک تو **مومن کی صفت** یہی تھی جو نقل کی گئی اب اسکے لئے ہمکو اپنے پاس سے کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہیں اور نہ حاجت ہے بلکہ ہم ناظرین کے واسطے اسی کتاب کے صفحہ ۳۶ کی عبارت نقل کر دیتے ہیں جو اسکی تردید کے لئے کافی و وافی ہے اور وہ یہ ہے۔ "جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ **تم لوگوں نے** ابوبکر کو خلیفہ کیا اور **میں ابوبکر سے** مستحق تر تھا لیکن اس خوف سے کہ لوگ مرتد ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو قتل کرینگے خاموش ہو رہا پھر ابوبکر نے عمر کو ولیعہد کیا حالانکہ میں **اولیٰ و مستحق تر تھا** عمر سے لیکن اوسی خوف سے کہ لوگ پھر کر **کافر** ہو جاوینگے اور ایک دوسرے کو قتل کرینگے خاموش ہو رہا"

اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیعوں کے نزدیک جو ایمان کی صفت ہے وہ حضرت امیر علیہ السلام کے قول نے غلط کر دی کیونکہ یہ صفت جو مصنف کتاب نے لکھی ہے اگر حضرت علی کے نزدیک درست ہوتی تو پھر حضرت علی کا یہ کہنا کہ "لوگ پھر کر کافر ہو جائینگے" "**لوگ مرتد ہو جائینگے**" درست نہ تھا گویا حضرت علی کے نزدیک اصحاب نہ تو مرتد ہی تھے اور نہ کافر اور نہ اون کے نزدیک مومن کی وہ صفت تھی جو مصنف کتاب نے تحریر کی ہے اور اگر تھی تو یہ درست نہیں ہے کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جنگ احد و حنین وغیرہ سے بھاگے ہوں۔ پھر صفحہ ۳۷ پر مصنف صاحب یہ گُرفشانی فرماتے ہیں کہ "خلفاء بلا کسی استحقاق کے مدعی خلافت ہو گئے" مگر حضرت علی رض کا قول اسکی بھی تردید کرتا ہے جیسا کہ اوپر نقل کیا گیا یعنے یہ کہ "میں ابوبکر اور عمر سے اولیٰ اور مستحق تر تھا" اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ اگرچہ وہ بھی مستحق تھے مگر میں اولیٰ مستحق یعنے زیادہ مستحق تھا مگر یہاں پر مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ "بلا استحقاق مدعی خلافت ہو گئے" علاوہ بریں جناب امیر علیہ السلام کے قول سے ظاہر ہے کہ لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ اور مصنف صاحب کہتے ہیں کہ خلفاء خود مدعی خلافت ہو گئے اب ہم حضرت علی کو سچا مانیں یا مصنف کتاب کو بہرحال جناب علی رض ہی سچے ہیں جنکی بیجا حمایت کا ٹھیکہ مصنف صاحب نے لیا ہے۔ پس وہ تو کہتے ہیں کہ خلفاء کو لوگوں نے خلیفہ بنایا وہ خود بخود خلیفہ نہیں ہو گئے پھر صفحہ ۳۷ پر یہ بھی لکھا ہے کہ خلفاء ثلثہ اپنے منفعت اور اغراض ذاتی کو مقدم رکھکر درپے تخریب اسلام کے رہے" اور کہ "حضرت علی رض نے بخوف زوال اسلام اپنے حق طلبی سے خاموشی اختیار کی" صفحہ ۳۷ اسپر ریمارکس کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ ہم اپنے ناظرین کو صفحہ ۴۲ کی سیر دادیں تاکہ ناظرین معلوم کر لیں کہ حضرت علی کس اسلام کے زوال کے سبب تخریب اسلام کو جائز سمجھ کر خاموش رہے اور حق طلبی کے ولولہ کو دل سے نہ بجھایا اور وہ یہ ہے کہ

"بلکہ خود اونکو (خلفاء ثلثہ کو) پیغمبر صلعم نے ہدایت کی تھی کہ میرے بعد متمسک باہل بیت ہونا اور علی کو پیشوا گرداننا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ جیسا کہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر و حدیث ولایت و منزلت و امامت وغیرہ سے آشکارا ہے پس جن لوگوں نے بموجب ہدایت و وصیت رسول صلعم حضرت علی رض کو اپنا امام اور پیشوا نہیں مانا وہ خود گمراہ ہو گئے" صفحہ ۴۲

یہ سب ہی حضرت علی کے قول سے نقیض ہیں اور اگر انکا کچھ اثر بد پڑتا ہے تو وہ جناب علی رض کی ہی ذات مبارک پر پڑتا ہے پھر اگر اونکی تفصیل کریں تو ہمکو کہا جاتا ہے کہ تم حضرت رض سے بغض رکھتے ہو اور اون سے عداوت رکھتے ہو اور اونکی گستاخی کرتے ہو نعوذ باللہ من ھٰذا الا الکذب الافتراء۔

ان جملوں کا علی رضؓ کی ذات مبارک پر یہ اثر پڑتا ہے کہ اگر خلفاء ثلثہ تمام عمر در پے تخریب اسلام رہے اور آنحضرت کی وصیت پر نہ چلنے اور حضرت علی رضؓ کو خلیفہ نہ بنانے سے خلفاء گمراہ ہو گئے تھے تو جناب علی نے گمراہوں کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی کیا گمراہوں کو اون کی گمراہی میں مدد دینے کے لئے یا کچھ اور مطلب تھا؟ بینوا توجروا (اے شیعہ صاحبان) نیز اسلام کی تخریب میں ہاتھ بٹانے کے لئے؟ یا یہ ہو کہ حضرت علی رضؓ اونکی تخریب اسلام کو تائید سمجھتے ہوں اور اب ایک عرصہ کے بعد شیعوں کو خیال آیا کہ دراصل حضرت علی سے لغزش ہوئی کہ اونہوں نے باوجود مستحق خلافت ہونے کے خاموشی اختیار کی لاؤ اسکو اس ڈھانچہ میں کھینچ دیں کہ بہ سبب تنزل اسلام کے حضرت علی رضؓ خاموش رہے ورنہ مستحق تو خلافت کے وہی تھے یا یہ ہو کہ جناب علی رضؓ سے زیادہ شیعوں کو عقل اور سوجھ آگئی ہو جو انہوں نے تخریب سمجھا اور حضرت علی رضؓ نے تائید۔ بہر حال کچھ ہی ہو اگر یہ سچ ہے کہ حضرت علی رضؓ کی خلافت پر آنحضرت صلعم نے تاکید فرمائی تھی اور اوسکو نہ بجالانے سے خلفاء ثلثہ (نعوذ باللہ) گمراہ ہو گئے تو حضرت علی بھی (نعوذ باللہ بقول شیعان) گمراہ ہے جو اتنی موٹی سی بات کو نہ سمجھ سکے کہ تخریب کیا ہوتی ہے اور تائید کیا غضب کہ ایک طرف تو لکھتے ہیں کہ خلفاء ثلثہ تخریب اسلام کرتے تھے اور دوسری طرف لکھتے ہیں کہ حضرت علی بوجہ تنزل اسلام خاموش رہے جب تخریب ہو گئی اور اسلام رہا ہی نہیں بلکہ سب کے سب گمراہ ہو گئے تو کیا ابھی اسلام کے تنزل میں کچھ کمی رہ گئی تھی جسکو حضرت علیؓ دیکھنا چاہتے تھے؟ پس اس کا اثر تو صاف حضرت علیؓ کی ذات والا پر پڑتا ہے کہ اگر خلفاء ثلثہ تخریب کرتے تھے تو کیوں حضرت علی رضؓ نے خاموشی اختیار کی اونکی خاموشی ہی کا تو یہ اثر ہے جو آج خارجی اور ناصبی اور سُنی اور شیعہ نظر آتے ہیں کوئی **مومن مسلمان** نظر نہیں آتا جیسا کہ مصنف نے خود صفحہ ۳۵ پر بیان کیا ہے جسکو ہم آگے بسط سے دکھلائینگے کہ شیعہ دراصل اپنے آپ کو بھی مومن و مسلمان نہیں سمجھتے اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگر حضرت علی رضؓ اول ہی بموجب وصیت رسول صلعم خلیفہ ہو جاتے تو خارجی اور ناصبی اور سُنی و شیعہ کوئی نظر نہ آتا بلکہ سب کے سب مومن مسلمان ہوتے پس صاف ظاہر ہے کہ جو اپنے آپ کو مومن مسلمان نہیں سمجھتا وہ حضرت علی کا جو بموجب قول شیعان اول المومنین تھے کیونکر حامی ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شیعوں کا خواہ مخواہ داویلا کرنا صرف دکھلاوا ہے۔ (باقی پھر انشاء اللہ تعالےٰ) محمد حسین احمدی

مسیح کی عالمگیر اخوت

آریہ گزٹ رقمطراز ہے کہ مسیح کے شاگردوں کا گلا

پھاڑ پھاڑ کر آسمانی بادشاہت انسانی اخوت وغیرہ کی بشارت سُناتے رہنا مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ ان کے ہاتھ میں مذہب اوزار ہے جس سے یہ اپنی غرض پوری کر لیتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں۔ ان کا کہنا سُننا سب مطلب کا ہے۔ اس ملک کے کالے عیسائی جو بغیر سوچے سمجھے دام میں پھنس گئے ہیں۔ دیکھیں اب مسیحیت کیا رنگ روپ دھارن کر رہی ہے۔ افریقہ کی تار کی خبریں ظاہر کرتی ہیں کہ "جانسبرگ کی پبلک کی خواہش ہے کہ گورنمنٹ مشنریوں کو منع کر دے کہ نیٹوؤں (کمبخت ہندوستانیوں) کے درمیان انسانی اخوت کا وعظ نہ کریں۔ کسان اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار مانگ رہے ہیں"۔ بدنصیب کالے نیٹو کیسے برابر ہو سکتے ہیں ہم کو تو اون کے انسان ہونے میں بھی شک ہے! مسیح نے صرف گورے والاتیوں کے لئے جان دی ہے تا کہ وہ اوس کی قربانی کا مزہ لوٹیں۔

ہندوستانی عیسائیو! یہ تمہارے لئے کسقدر اچھا سبق ہے۔ تم خود نہیں دیکھتے۔ مسیحی مذہب نے تمہاری خود کیسی اچھی حیثیت بنا دی ہے۔ دونوں دین سے گئے پانڈے جلوا پلانہ مانڈے۔ ہم کو بعض وقت اپنے مسیحی دوستوں کی بیکسی کی حالت دیکھ کر رحم آتا ہے۔ خاصکر دمن کیتھلک فرقہ کے دیسی عیسائیوں کی حالت اور بھی بدتر ہے۔ افسوس! ہم مسیحیوں کے قول و فعل کا موازنہ کس پیمانہ سے کریں کیا اس مذہب کے منّاد کبھی سچائی کے راستہ تک پہنچ سکتے ہیں۔

ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند

انگلستان میں بائیبل کا اثر

عیسویت اور سائنس

دو متضاد چیزیں ہیں جو کبھی ایک ملک اور قوم میں جمع نہیں ہو سکتیں عیسویت سائنس کا پرانا دشمن ہے جس نے نہایت کامیابی سے ازمنہ مظلمہ میں یورپ کو اپنی غلامی میں گرفتار کیا مگر اٹھارویں صدی کا آغاز اسکے حریف کی ترقی کا آغاز تھا جسنے عیسویت کے تمام مقبوضات چھین لئے اور یوروپ میں بائیبل کا اثر اس قدر گھٹ گیا کہ آج جرمنی اور فرانس میں بائیبل کا معتقد ہونا حمق اور جنون کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ انگلستان میں نسبتہً مذہبی اثر پایا جاتا ہے مگر اب وہاں بھی مذہبی تعلیم سے عام مخالفت پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ آجکل تعلیمی بل پارلیمنٹ میں پیش کر دیا گیا ہے جو ہفتہ عشرہ میں پاس ہو جائیگا اور مقدس جماعت کو ایک سخت شکست اٹھانی پڑیگی۔

اس بل کا بڑا منشا یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم ان لوگوں کے ہاتھ میں ہونی چاہئے جو تعلیم کا ٹیکس ادا کرتے ہیں نہ کہ پادریوں کو نٹی کونسل کے قبضہ اقتدار میں۔ پادریوں نے نہایت زور شور سے اس بل کی مخالفت کی ہے۔

۱۴ - مئی کو لنڈن کے بشپ کی صدارت میں البرٹ ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور تعلیمی بل کی دل کھول کر مخالفت کی گئی۔ بڑی وجہ مخالفت یہ ظاہر کی کہ وہ ابھی تو صرف اس امر پر اکتفا کیا گیا ہے کہ بائیبل کے علاوہ مذہبی عقائد کی تعلیم نہو جسکی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی۔ مگر ممکن ہے کہ آگے چل کر ہماری خاموشی رعایا کو اس امر کا موقع دے کہ سرے سے مذہبی تعلیم ہی اٹھا دیجائے اور بائیبل کی بابرکت تعلیم سے تمام درسگاہیں محروم ہو جائیں"۔

عام خیال یہ ہے کہ عنقریب بائیبل کی تعلیم بھی اختیاری کر دی جائے گی اور اسطرح جرمنی کا شریک ہو کر انگلستان بھی نہایت فخر سے اس امر کا دعوےٰ کر سکے گا کہ اس مذہب کی غلامی سے ہم آزاد ہو گئے ہیں جسکی الہامی کتاب میں جن بھوت کے قصے اور بچوں کی منگھڑت کہانیاں بھری ہوئی ہیں۔

نجومی کیا کہتے ہیں؟

ایک فرانسیسی پیڈیکل نے عجیب ہولناک

پیشینگوئیاں سال رواں کے متعلق کی ہیں۔ تمام دنیا کے لئے یہ سال منحوس بتلایا ہے کہتا ہے کہ ہزارہا آدمی وباؤں کی نذر ہوں گے۔ ہولناک طوفان سے سمندروں میں سخت نقصان عاید ہونگے۔ اور سخت تکالیف اُٹھانے کے بعد دُنیا بالکل نئی صورت اختیار کرے گی اور اس میں اخلاقی ترقی پیدا ہوگی۔ گوونڈ گل علاقہ مدراس کے "مشہور نجومی" کنڈا سوامی ببتی نے تقریباً اسی قسم کی پیشگوئی کی ہے۔ کنڈا سوامی نے ملک معظم کے جشن تاجپوشی سے پہلے بتلا دیا تھا کہ تاریخ معینہ پر جشن نہ ہو سکے گا۔ اور ہز میجسٹی کی طبیعت ناساز ہو جائیگی اس پیشینگوئی کے صحیح ہونے کی وجہ سے اسکو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی

چین اور مذہب اسلام

چین والوں کی آجکل جو حالت دیکھی جاتی ہے۔ اور ان دنوں جو تحریکیں پیدا ہوئی ہے اوسے دیکھتے ہوئے۔ نہ صرف یہی خیال ہوتا ہے کہ ان کی قومی اور سیاسی زندگی کی کایا پلٹ جائیگی۔ بلکہ امید ہے کہ یہ رفتار زنگی قدیم مذہبی تقلید دن کو بھی محو کر کے اسکی جگہہ کسی سچے مذہب و عقیدہ کو اون میں رواج دیدے اہل چین کو محسوس ہونے لگا ہے کہ کنفیوشش اور "لاؤتزد" کا زمانہ اب نہیں رہا جس وقت انکے خیالات و عقاید کی دنیا میں اشاعت ہوئی وہ تاریکی اور جہالت کا دور تھا۔ لیکن یہ زمانہ علم و مدنیت کی روشنی کا ہے اور اس میں وہ خیالات ہرگز باقی نہیں رہ سکتے۔ غرضکہ وہ دن جس میں اہل چین بت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کے لئے گردنیں جھکائینگے۔ کچھ دور نہیں کیونکہ سچے مذہب اور عقیدہ کی چمک چین کے دروازہ پر اپنا نور پھیلا رہی ہے اور جب یہ روشنی اس کے اندر داخل ہو گئی تو خرافات اور وہم پرستی کی تاریکی یقیناً کافور ہو جائیگی۔ چین میں جس مذہب کا رواج مدتوں سے چلا آتا ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک مذہب کنفیوشش اور دوسرا مذہب "لاؤتزد" کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ دونوں مذہب اس زمانہ کے سوسائٹی و تمدن کے حق میں سم قاتل کا اثر رکھتے ہیں "کنفیوشش" کے عقائد انسانوں کے ایک طبقہ کو تعلیم و تہذیب حاصل کرنیکے لئے خاص کر دیتے ہیں۔ اور یہی طبقہ حکومت و عزت کی مسند پر بیٹھکر (معاذ اللہ) خدائی اختیارات کے ساتھ تمام انسانوں کی قسمتوں کا مالک بن جاتا ہے۔ اور ان کو بالکل غلام بنا لیتا ہے۔ کنفیوشش نے تعلیم عام کی جو بنیاد رکھی تھی وہ محض ملک کے چیدہ اور معزز افراد کے لئے جو حکومت و امارت کی باگوں پر قابض ہوں۔ اسی واسطے جن لوگوں نے فلسفہ کنفیوشش کی تحصیل کی وہ تمام قوم و ملک کی نظر میں قابل عزت سمجھے گئے۔ اور دوسرے علوم و آداب کو سیکھنے والے نفرت و حقارت کے مستحق ہوئے۔ اب بھی کانٹے چینی لوگ اپنے راستہ سے دور کرنا چاہتے ہیں تا کہ جس مدنیت ترقی اور مساوات کے وہ خواہشمند ہیں۔ اُسے حاصل کر سکیں۔

اسی انداز پر مذہب "لاؤتزد" ابتدا میں تمام انسان کو اچھی عادتوں اور قابل تعریف خصلتوں کے زیور سے آراستہ بنانا چاہتا تھا۔ مگر اس کے طرفداروں اور پھیلانے . . . . والوں نے صحیح اصول مذہب مٹا کر اسے اسقدر خلط مبحث کر دیا۔ کہ اب عقل و علم اسکو کسی طرح پسند ہی نہیں کر سکتے۔

بہر حال چین میں اس وقت جو حرکت پھیل رہی ہے وہ قدیم مذاہب کو مٹا دیگی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ سچا مذہب کون ہے جو آئندہ چین کی وسیع مملکت کا عام مذہب ہوگا؟ ہم کہتے ہیں کہ ان پچھلے چند برسوں میں جس شخص نے اہل چین کے طرز عمل پر غور کیا ہوگا۔ اور ان کے حرکات و سکنات کو توجہ کی نظر سے دیکھا ہوگا وہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ یہ شریعت بلا شک و شبہ شریعت اسلامی ہوگی۔ جو مملکت آسمانی کا عام مذہب قرار پائے گی۔ کیونکہ

چین والوں کو اس بات کا احساس ہو گیا ہے - کہ اگر کوئی چیز ان کو پستی اور بداخلاقی سے نکالکر اخلاق تہذیب معاشرت کی بلند سطح پر لا سکتی ہے تو وہ یہی مذہب اسلام ہے - جو اچھے کام کرنے کا حکم دیتا اور بری باتوں سے منع کرتا ہے اور جو سچی زندگی حاصل کرنے کے لئے دنیا میں سفر کرنے کا حکم دے رہا ہے - ہان ہم سے - اثبات کی دلیل مانگی جائے گی کہ سرزمین چین میں مذہب اسلام ہی کی کامیابی کیوں یقینی ہے - بحالیکہ وہان دوسرے آسمانی مذاہب کے مشنری بھی موجود ہیں ؟ اور ہم بلا تامل اس دلیل کو پیش کردیں گے - کہ دوسرے مذاہب کے مشنریوں سے اہل چین کی نفرت وعداوت اور اہل اسلام سے ان کی الفت ومحبت ہمارے دعوے کی موید ہے - چنانچہ مشنری پادریوں کا قتل کیا جانا اور اُس کا ہر جگہ سے ذلت کے ساتھ نکالا جانا ہمارے دعوے کی صحت ظاہر کرتا ہے علاوہ اس کے یہ تو تمام دنیا کو معلوم ہے کہ اسلام کی اشاعت چین میں بلا کسی مشنری جماعت کی سرگرم کوششوں اور طمع دلانے کے ہوئی - پھر چین کی حکومت نے مسلمانوں کو انتظامی پولٹیکل اور جنگی صفوں میں خاص طور پر بڑے بڑے اعلے عہدے دے رکھے ہیں - اس لئے اگر چند سال میں تمام چین اسلامی مذہب کا حلقہ بگوش بنجائے تو اسپر تعجب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی - (پیسہ)

مشاہیر اسلام

ابن ابی دواد [illegible] عبد اللہ

احمد ابن ابی دواد

عہد بنو عباس کے مشہور وممتاز قاضی تھے - اُنکا علم وفضل تشریح وبیان کا محتاج نہیں اپنے زمانہ میں قبولیت عامہ اور ہر دلعزیزی جیسی انہیں نصیب ہوئی کسی کو نہ تھی - ماموں، معتصم، واثق اور متوکل چار خلیفوں کا زمانہ پایا -

زمانہ شباب میں ان کی جاہ وثروت روز افزون تھی، لیکن آخر زمانہ نہایت تنگی سے بسر ہوا اوسط عمر کے ایام بمجوائے خیر الامور اوسطھا بڑے مزے میں گزرے -

بعض اعزاز انھیں ایسے حاصل تھے کہ اُنکے اقران وامثال میں کسی کو نصیب نہ تھے - ابن خلکان کہتے ہیں کہ " احمد کو جس زمانہ میں خلیفہ کا تقرب حاصل ہوا - اُس کے قبل دربار کے دستور کے موافق کوئی شخص گفتگو میں مبادرت نہیں کر سکتا تھا - حاضرین ومقربین مودب وخاموش منتظر رہتے تھے کہ خلیفہ گفتگو کا سلسلہ شروع کرے تو عرض معروض کیجائے - احمد کا یہ رسوخ ہوا - کہ اونکو اسکی پابندی نہ رہی - جب چاہتے گفتگو کرتے تھے؛ ابنائے جنس میں یہ خصوصیت انھیں کو حاصل تھی -

شہرستان قنسرین میں ۱۶۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے جب جوان ہوئے تو اپنے باپ کے ساتھ (جو تجارت کے لئے شام جاتے تھے -) دمشق پہنچے - یہاں ہیاج بن علا سلمی جو واصل بن عطا معتزلی کے اصحاب میں شمار کئے جاتے ہیں درس دیا کرتے تھے - ابن ابی دواد نے مقیم ہو کر انھیں کے مدرسہ میں علوم وفنون کی تحصیل وتکمیل شروع کی - ہر فن کے حصول میں بڑی محنت کرتے تھے خصوصاً فقہ وحدیث کے اخذ میں کوشش کا پورا حق ادا کیا اور وہ کمال حاصل کیا کہ آج تک مشہور ہیں -

کہا جاتا ہے کہ ۲۰۲ھ ہجری میں مامون الرشید نے خراسان سے یحییٰ بن اکثم کو بصرہ کا قاضی مقرر کر کے بھیجا جب وہ وہان پہنچے - تو اپنی کم سنی کے باعث ان کو خیال ہوا کہ کوئی ایسی بات نہ ہو کہ لوگوں کو حرف گیری کا موقع ملے اہل علم وادب کا ایک گروہ اپنی مصاحبت میں رکھا انھیں میں ایک ابن ابی دواد بھی تھے -

۲۰۴ھ ہجری میں مامون رشید جب دار السلام بغداد میں آیا - یحییٰ بن اکثم کو فرمان بھیجا کہ تمہارے اصحاب واحباب میں جو لوگ صاحب فضل وکمال ہوں اُن کو انتخاب کر کے بھیجدو کہ جب مذاکرۂ علمیہ ہو میری مجلس میں حاضر رہا کریں - یحییٰ نے بیس آدمیوں کو چنا، پھر بیس میں دس کو انتخاب کیا، پھر دس میں پانچ کو مخصوص کیا، ان سب میں ابن ابی دواد شامل تھے -

جب سے مامون کی مجلس میں داخل ہوئے ہمیشہ علماء کے ساتھ حاضر ہوا کرتے تھے اور ہر مرتبہ ظہور فضل وکمال کیوجہ سے اُن کی قدر بڑھتی جاتی تھی - رفتہ رفتہ سبھوں سے انکا رتبہ بڑھ گیا -

بعض لوگوں نے ان کے رسوخ کی وجہ اور لکھی ہے، خود ابن ابی دواد سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا کہ ایک دن فقیہوں کی ایک جماعت کے ساتھ میں یحییٰ بن اکثم کی مجلس میں حاضر تھا - ناگاہ ایک شاہی چوبدار آیا - اور اُسنے خلیفہ مامون الرشید کیجانب سے یحییٰ کو پیغام دیا کہ آپ خود اُن علماء کے ساتھ جو موجود ہیں بارگاہ خلافت میں حاضر ہوں یحییٰ فوراً اُٹھے اور باوجودیکہ مجھے ساتھ لیجانے میں وہ خوش نہ تھے لیکن ہمراہ لے گئے - ہم لوگ مامون کے سامنے پہنچے اور بیٹھے ایک لحظہ کے بعد مامون نے ایک مسئلہ چھیڑ دیا حاضرین مناظرہ ومباحثہ کرنے لگے - جب سب چپ ہو گئے میںنے گفتگو شروع کی - میری تقریر خلیفہ کو بہت پسند آئی - اظہار شفقت کے لئے میری طرف متوجہ ہو کر میرا نام ونسب دریافت کیا میںنے بیان کیا - پھر خلیفہ نے پوچھا کہ ابتک اس مجلس میں شریک کیوں نہیں ہوئے تھے ؟ (ابن ابی دواد کہتے ہیں) اصل حال کہتے ہوئے کہ یحییٰ کو میری شرف یابی منظور نہ تھی مجھے لحاظ ہوا میںنے معذرۃً کہا حبسہ القدر او بلوغ الکتاب اجلہ (یعنی مقدر نے دیر لگائی) خلیفہ نے فرمایا کہ اب میں بطریق حکم خلافت قاعدہ مقرر کرتا ہوں کہ اب سے جہان اور جب علماء میرے حضور میں حاضر ہوں - تمہیں بھی آنا چاہئے - میںنے بسر وچشم قبول کیا -

ابراہیم بن حسن کا بیان ہے کہ لیلتہ العقبہ میں جن انصاریوں نے رسول اللہ صلعم سے بیعت کی تھی، ایک مرتبہ اُنکا تذکرہ مامون کی مجلس میں ہو رہا تھا ہر شخص اپنی تحقیق کے موافق اُن لوگوں کے نام وتعداد کی تفصیل بیان کرتا تھا اتنے میں احمد بن ابی دواد بھی پہنچ گئے اور اس گفتگو کے سنتے ہی اُن انصاریوں میں سے ایک ایک کا نام اور کنیت بے غور وفکر بیان کردی مامون بہت خوش ہوا اور کہا کہ جو شخص دانشمندوں کے فیض کا خواہان ہو وہ ابن ابی دواد کو اپنی مصاحبت میں رکھے -

ابن ابی دواد نے کہا کہ جس دانشمند کو تقرب سلطانی کی آرزو ہو وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر رہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اُسکو سیکھ جائے اور جو کچھ جانتا ہو وہ اپنے سے زیادہ جاننے والے کے حضور میں عرض کرے -

مشہور ہے کہ مامون الرشید نے اپنے ولی عہد اور بھائی معتصم کو وصیت کی تھی کہ احمد بن ابی دواد کو کبھی اپنے سے جُدا نہ کرنا انجام مہمات میں ان سے مشورہ لیا کرنا اور جو وہ کہیں اُسکو قبول کرنا اگر میری اس وصیت پر عمل کروگے اور اُنکے مشورہ کے خلاف نہ چلوگے تو کبھی خطا نہ ہوگی اور عمر بھر کسی دوسرے امیر یا وزیر کی محتاجی نہ رہے گی -

۲۱۸ھ ہجری میں جب مامون کا انتقال ہو گیا اور معتصم نے مسند خلافت پر جلوس فرمایا تو یحییٰ بن اکثم کو معزول کر کے ان کی جگہ احمد بن ابی دواد کو قاضی القضاۃ مقرر کیا اور محمد بن عبد الملک زیات کو صدر اعظم بنایا - کُل انتظامات ملکی وملّی انھیں دونوں دانشمندوں کے سپرد کئے -

ابن ابی دواد کا تقرب معتصم کی بارگاہ میں سبھوں سے بڑھا ہوا تھا ابن خلکان لکھتے ہیں حتی کان لا یفعل فعلا باطنا ولا ظاہرا الا برائہ ؛ یہانتک کہ خلیفہ کوئی کام باطناً وظاہراً بغیر ان کی رائے کے نہیں کرتا تھا " اسی وجہ سے ابن زیات اور ان میں شکر رنجی تھی ؛ خلیفہ سے دونوں ایک دوسرے کی شکایت کیا کرتے تھے -

کتابوں میں مذکور ہے کہ ابن ابی دواد کی تقریر ایسی جادو بھری ہوتی تھی کہ جس بات کو وہ لوگوں سے کہتے سب بطوع ورغبت قبول کر لیتے تھے - ابن ابی دواد کا مقولہ تہا کہ میں ابن زیات کے سامنے خلیفہ سے کبھی عرض حاجت نہیں کرتا کہ مبادا وہ میرے طریق بیان کو سیکھکر خلیفہ کے قلب کو تسخیر نہ کرے -

ایک دفعہ حسین بن ضحاک شاعر نے ایک متکلم سے کہا کہ احمد بن ابی دواد ہم شاعروں کے نزدیک علم ادب اور لغت سے واقف نہیں، تم متکلموں کے نزدیک وہ اصول عقائد نہیں جانتا اور فقہا اوس کو فقیہوں میں شمار نہیں کرتے - لیکن جب وہ معتصم کی مجلس میں جاتا ہے اپنے کو ایسا دکھاتا ہے کہ گویا ہر علم وفن پر محیط ہو رہا ہے -

لازون بن اسمٰعیل کا بیان ہے کہ معتصم جیسا ابن ابی دواد کا معتقد تھا میںنے کسی کو ایسا اعتقاد کسی سے نہیں دیکھا - معتصم کو ادنےٰ ادنےٰ چیزوں کے دینے میں مضائقہ ہوتا تھا - مگر ابن ابی دواد جس وقت آتے - اپنے یگانوں، متوسلوں، بیت اللہ کے مجاوروں، روضۂ نبویؐ کے خادموں اور مشرق ومغرب کے رہنے والوں کے لئے سفارش کرتے اور معتصم کو ان کے کہنے کے ساتھ ہی ہزاروں کے خرچ میں بھی کبھی تامل نہ ہوتا تھا - ایک دن خراسان میں نہر بنانے کی سفارش کی، اسمیں دس لاکھ کا صرف تہا معتصم نے انکار کیا اور کہا کہ اسقدر دور دراز ملک میں نہر اگر نہ بنے گی تو میرا کیا نقصان ہوگا -

ابن ابی دواد نے کہا " امیر المومنین ! خداوند تعالےٰ جیساکہ آستان خلافت کے باشندوں کے حقوق کو استفسار فرمالیگا - ویسا ہی تمام رعایائے ممالک محروسہ کی حاجت روائیوں کے بارے میں پوچھے گا، خدا نے اپنی عام مخلوق کو آپکے سپرد کیا ہے ؛ کالے، گورے، پاس رہنے والوں، دُور افتادوں کا اس میں امتیاز نہیں اگر حضور نہر بننے کا حکم دے دیں تو اس ایک حکم سے کئی فائدے ہونگے - ابد الآباد تک صدقہ جاریہ کا ثواب پہنچا کرے گا - ملک کا استحفاظ ہوگا - پیداوار بڑھے گی - خلق اللہ کا نفع ہوگا - اور خلائق میں نیکنامی ہوگی " لازون کا بیان ہے کہ احمد جب کہکر چپ ہوئے معتصم نے فوراً حکم دیا اور اسقدر مبلغ خطیر کا صرف بے توقف منظور کر لیا -

مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ ایک دن صبح کو ایک کوشک میں معتصم نے صحبت عیش وعشرت منعقد کی اور اپنے ندیموں کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے گھر سے کچھ کھانا پکوا کر ساتھ لائے جسکو جو غذا مرغوب تھی خوب عمدہ پکوا کر لایا رنگ برنگ کے کھانے وہان چنے گئے - اس اثنا میں خلیفہ کی نظر ابن ابی دواد کے غلام سالم پر پڑی

سلہ ماخوذ از ترجمہ یادگار دانشوران مترجمہ مولوی ریاض حسن صاحب خیال ۱۲

خلیفہ نے کہا میں جانتا ہوں اسوقت قاضی القضاۃ آبیٹھے ہیں۔ اور شفاعتوں اور عرض حاجات کی کثرت سے میری مجلس کو منغض کردینگے، فلان ہاشمی کی پریشانی، فلاں قریشی کی مصیبت اور فلاں انصاری کی گرفتاری کا حال مجھسے کہینگے۔ ہم تم لوگوں کو گواہ رکھتے ہیں کہ آج ہم اُن کی ایک سفارش بھی قبول اور ایک حاجت بھی پوری نکرینگے" اتنے میں ایتاخ حاجب آیا اور ابن ابی دواد کے آنے کی اطلاع دیکر باریابی کی اجازت چاہی۔ خلیفہ نے حاضرین سے کہا "کہو میری پیشین گوئی کیسی نکلی یعنون • تمنے عرض کی بہتر ہے کہ اجازت نہ دی جائے اور وہ اس وقت رخصت کردیے جائیں۔ معتصم نے کہا "افسوس ہے کہ تم لوگون کا ایسا خیال ہے، اگر ایک برس میں بخار میں مبتلا رہوں تو وہ مجکو زیادہ گوارا ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ انکو واپس کردوں" الغرض ابن ابی دواد آئے اور سلام کرکے اپنی جگہہ پر بیٹھ گئے گفتگو شروع ہوئی اور مزہ دار مزہ دار حکایتیں بیان کرنے لگے اپنی شیرین زبانی اور بذلہ سنجی سے تمام مجلس کو شگفتہ کردیا۔ خلیفہ کا بھی تکدر جاتا رہا اور بکشادہ پیشانی اون کی طرف جاکر کہا کہ قاضی صاحب! آج ان لوگوں میں سے ہر شخص کچھ کھانا پکا کر لایا ہے کہ کونسا مجھے پسند ہوتا ہے۔ لیکن میں جس طرح قضایا میں آپکی رائے کو مسلم جانتا ہوں اُسی طرح کھانے میں بھی آپ کا مذاق صحیح سمجھتا ہوں۔ ہر کھانے کا مزہ چکھیئے اور ہر شخص کی اُستادی کو بتائیے قاضی صاحب نے ایک برتن نزدیک کھینچکر کھانا شروع کیا اور پوری ایک آدمی کی خوراک کھا گئے۔ خلیفہ نے کہا قاضی جی! آزمایش کا طریقہ یہ نہیں ہے، ایک ہی کھانے سے آپنے اسقدر پیٹ بھر لیا کہ اور کھانوں کی جگہ نہ رہی ہوگی مجبوراً پہلی ہی ہانڈی کو پاس کیجئے گا۔ "قاضی صاحب نے کہا امیرالمومنین! ایسا خیال نفرمایئے میں ہر کھانا اتنی ہی مقدار میں کھاؤنگا۔ معتصم ہنس پڑا اور کہا خیر، اپنا کام کیجئے۔ قاضی صاحب کو جب سب کھانوں سے فراغت ہوگئی تو تعریف شروع کی کہ فلان دیگ کا پکانے والا نہایت قابل ہے کہ زیرہ کتنوڑا ڈالا اور گول مرچ زیادہ دی ہے اور فلاں دیگ کے پکانے میں یہ اُستادی خرچ کی گئی کہ سرکہ زیادہ ڈالا گیا ہے اور روغن زیت کم ہے گویا اعتدال کی حقیقت اس دیگ میں موجود ہے غرض اسی طرح ہر کھانے کی تعریف اور پکانے والے کی توصیف جدا جدا کرتے گئے کہ جملہ حاضرین خوش ہوگئے۔ جب خلیفہ اور ندما کھانے میں مشغول ہوئے تو قاضی صاحب بھی شریک ہوگئے۔ مگر اس طرح کہ کبھی تو کھانے میں شامل ہوتے اور کبھی اکولوں اور بسیار خوارون کا قصہ بیان کرتے۔ معاویہ بن ابی سفیان

عبیداللہ بن زیاد، حجاج بن یوسف، سلیمان بن عبدالملک، حاتم کیا "اسحق حاجی وغیرہ کی نقلیں سُناتے رہے۔ جب دستار خوان بڑھایا گیا تو معتصم نے پوچھا قاضی القضاۃ صاحب اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے۔ انشاء اللہ تعالے درخواست قبول ہوگی۔ قاضی صاحب نے کہا امیرالمومنین! سلیمان بن عبداللہ نوفلی آپکے متوسلین میں ہے اُسکا زمانہ اندنوں موافق نہیں رہا اگر اوس کی پریشانی بے کم و بیش عرض کروں تو کہیں دل افسردہ نہو جائے۔ خلیفہ نے کہا اوسکی پریشانی کی فکر نہ کیجئے اصلاح حال کے لئے جو کچھ درکار ہوگا میں دونگا۔ ابن ابی دواد نے کہا پچاس ہزار ۵۰۰۰۰ درم چاہئیں۔ خلیفہ نے کہا تمہاری خاطر سے منظور کرتا ہوں۔ اب اور کیا مطلب ہے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ ہارون بن معمر کا لگان معاف کردیا جائے۔ خلیفہ نے کہا معاف کردیا اور جو کچھ کہنا ہو کہئے۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم ابن ابی دواد اوسوقت تک اُس مجلس سے نہ اُٹھے جبتک کہ تیرہ باتوں کی درخواست نہ کی اور معتصم نے سب کو قبول و منظور نہ کیا۔ پھر ابن ابی دواد نے اسطرح دعا و ثنا کی۔

یا امیرالمومنین عمرك اللّٰہ طویلا
و نعمرك تخصب جنات رعیتك
دیلین عیشهم و تنمو اموالهم ولا
زلت ممتعا بالسلامة محبوا با
لكرامة مدفوعا عنك نوائب
الایام۔

ترجمہ۔ امیرالمومنین۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے کیونکہ آپکی سلامتی کے بدولت رعایا کے باغ اُمید سرسبز ہیں اور عیش و عشرت روزی اور اُنکی دولت کو ترقی ہے آپ ہمیشہ سلامت باکرامت رہیں کہ حوادث زمانہ آپکے گرد بھٹکنے نہ پائیں •

جب احمد بن ابی دواد اُٹھکر چلے گئے تو معتصم نے کہا خدا کی قسم یہ وہ شخص ہے کہ آدمی بنا دیتا ہے اسکی صحبت دل کو شگفتگی بخشتی ہے کئی ہزار آدمیوں کے برابر یہ اکیلا شخص ہے۔ تم لوگون نے دیکھا کیونکر آیا اور کیسی میٹھی میٹھی باتیں کیں۔ کس چرب زبانی سے کھانوں کی تعریف کی اور اپنی بذلہ سنجی سے کیسا ہمکو خوش کیا۔ اسکی حاجتوں کو کوئی رد نہیں کرسکتا۔ مگر وہ شخص جسکی فطرت پست واقع ہوئی ہو۔ خدا جانتا ہے کہ اگر وہ اسوقت ایک کروڑ درہم کے برابر بھی مجھسے درخواست کرتا تو میں دیدیتا۔ کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ اُسکی باتوں کا قبول کرنا دنیا میں میری نیکنامی اور آخرت میں بھلائی کا باعث ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے معتصم سے محمد بن جہم برمکی کی شکایت کی اور خیانت کی تہمت لگائی۔ معتصم نہایت برہم ہوا اور خفا ہوکر محمد بن جہم کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ جلاد نے دوڑکر نطع بچھایا اور محمد بن جہم کو بٹھاکر سر کھڑا اور تلوار کھینچی۔ ابن ابی دواد موجود تھے۔ یہ بہت گھبرائے کہ فرصت کا موقع نکل گیا نہ الحاح و زاری کے لئے وقت ہے نہ شفاعت کے لئے فوراً کہا کہ امیرالمومنین اگر آپ محمد کو قتل کر دینگے تو اوس کے مال سے بقایا کیونکر وصول ہوگا۔ معتصم نے طیش میں آکر کہا اس خائن نابکار کے اور میرے درمیان میں کونسی چیز حائل ہوگی؟ اُنھوں نے کہا خدا کا حکم، رسول اللہ کی شریعت اور امیرالمومنین کا عدل۔ کیونکہ محمد کے قتل ہوتے ہی شرع محمدی کے موافق کل متروکہ وارثوں کا حق ہوجائیگا اُسکی خیانت اور دوسروں کا استحقاق ثابت کرنے کے لئے بہتر ہے کہ آپ اوس کے قتل سے درگذر فرمائیں اور اوسکو قید خانہ میں بھیجکر مقدمہ قایم کریں۔ جب گواہان کی عادلانہ شہادت سے خیانت ثابت ہوجائے تو وصول کرلیں۔ معتصم نے اس رائے کو پسند کیا اور اُسکا قتل موقوف رکھا۔ آخر بسبیل معاوضہ ایک کثیر رقم اوس سے وصول ہوئی اور اوس نے ہلاکت سے نجات پائی۔

جاحظ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ معتصم جزیرۂ فرات کے کسی شخص پر خفا ہوا اور اوس کے قتل کا حکم دیا۔ احمد ابن ابی دواد نے فوراً کہا یا امیرالمومنین سبق السیف العذل (امیرالمومنین ملامت اور نکوہش سے تلوار سبقت لے گئی) تھوڑا صبر کیجئے۔ جلدی نہ فرمایئے یہ آدمی مظلوم ہے معتصم اون کی طرف مخاطب ہوگیا۔ احمد ابن ابی دواد نے اپنی چرب زبانی سے خلیفہ کو بالکل اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ اور اُسکی بے جرمی کا حال بشرح وبسط کے ساتھ بیان کرنے لگے جس سے خلیفہ کا غصہ قدرے کم ہوگیا۔ احمد کا خود بیان ہے کہ اُسوقت پیشاب کرنے کی مجھے ایسی سخت ضرورت تھی کہ اوسکا روکنا طاقت بشری سے باہر تھا، مگر ڈرتا تھا کہ اگر میں باہر جاتا ہوں تو کہیں وہ بے گناہ قتل نہ ہوجائے۔ آخر مینے اسی میں بہتری دیکھی کہ وہیں بیٹھا بیٹھا رفع حاجت کرلوں غرض کسی طرح مینے کپڑوں کو سمیٹ کر ضرورت رفع کرلی اور اوس مظلوم کی خلاصی کی یہانتک کوشش کی کہ خلیفہ نے جان بخشی فرمائی۔ جب رخصت ہوکر میں چلنے لگا۔ معتصم کی نظر میرے بھیگے

ہوئے کپڑے پر پڑی۔ پوچھا کہ جہاں تم بیٹھے ہوئے تھے کیا وہان پانی گرا ہوا تھا؟ عرض کی نہیں امیرالمومنین بلکہ خود مجھپر اسقدر غالب آئی کہ میں ضبط نکرسکا۔ مجھے خوف تھا کہ اگر میں اُٹھا تو کہیں اُس بیچارے کی گردن نہ ماری جائے! اسلئے میں نے اپنے لباس کو گندگی میں آلودہ ہونے دیا معتصم ہنس پڑا اور بولا احسنت بارك اللّٰہ علیك (اچھا کیا، خدا تمہیں برکت دے) پھر بیش بہا خلعت ایک لاکھ درم کے ساتھ مجھے عنایت فرمایا۔

ابن ابی دواد کے واقعے معتصم کے یون تو بہتیرے ہیں مگر افشین ترک اور ابودلف عجلی کا واقعہ نہایت عجیب اور دلچسپ ہے مجھے ملک زادۂ دانشمند وزیر علوم* نے اخبار متنبعین میں تاریخ بیہقی سے نقل کیا ہے۔ میں بھی تتبعاً اُسی کی عبارت میں لکھتا ہوں احمد کا بیان ہے کہ معتصم کے زمانہ میں ایک شب آدہی رات کو میری آنکھہ خود بخود کھل گئی مینے بہت کوشش کی کہ دوبارہ نیند آجائے مگر نہ آئی۔ جی نہایت گھبرانے لگا عجب طرح کی دل کو پریشانی معلوم ہوتی تہی جسکا کوئی سبب نظر نہیں آتا تہا۔ سوچ میں تھا کہ کیا کروں کیا نکروں۔ آخر سلام نامے اپنے غلام کو جو ہروقت میرے پاس رہتا تہا پکار کر گھوڑا طیار کرانے کا حکم دیا اُسنے کہا کہ جناب۔ آدھی رات کا وقت ہے اگر آپ کو خلیفہ کے حضور میں جانا ہے تو کل آپ کی باری نہیں ہے۔ خلیفہ فلاں شغل میں مشغول ہوگا۔ باریابی کی اجازت نہ ملیگی۔ اور اگر کسی دوسری جگہہ کا قصد ہے تو اس کا بھی وقت نہیں ہے۔ مین سمجھا کہ سچ کہتا ہے اسلئے چپ ہورہا۔ مگر کسی صورت میرے دل کو قرار نہیں آتا تہا اور جی گواہی دیتا تھا کہ ہو نہو کوئی ضروری کام درپیش ہے۔ آخر مین اُٹھا اور خدمتگاروں کو جگایا۔ شمع روشن کیگئی۔ حمام میں جاکر اچھی طرح موئنہ دھویا پھر بھی تسکین نہ ہوئی پھر حمام سے باہر آکر کپڑے پہنے اور ایک گدھے پر سوار ہوکر چل نکلا۔ یہ بھی میں نہیں جانتا تہا کہ کہان جانا چاہئے۔ آخر یہ سوچکر کہ خلیفہ کی درگاہ میں جانا بہتر ہے۔ اگرچہ یہ وقت نہیں مگر کیا مضائقہ، باریابی کی اجازت ہوگئی تو فبہا ورنہ لوٹ آؤنگا۔ اتنا تو فائدہ ہوگا کہ یہ وسوسہ میرے دل سے نکل جائیگا۔ آستان خلافت پر پہنچا حاجب کو خبر ہوئی اُسنے فوراً آکر پوچھا "کیسے کیا کام ہے؟ اسوقت خلیفہ عیش و عشرت میں ہیں آپکا یہ وقت بہی نہیں ہے" مینے کہا تمہارا کہنا درست ہے لیکن تم اطلاع کردو، اگر اجازت ہوئی تو ہوئی

* یعنی شہزادہ علی قلی میرزا۔ ۱۲

ورنہ واپس چلا جاؤنگا - غرض سینہ پر ہاتھہ رکھکر وہ اطلاع کو چلا گیا پھر آکر کہا بسم اللہ اجازت ہے " اندر جاکر دیکھا تو خلیفہ کو نہایت انتشار مین پایا - مین نے سلام کیا خلیفہ نے جواب دیکر فرمایا " تمنے بہت توقف کیا' میں بڑی دیر سے تمہارا منتظر تہا - میں یہ سُنکر متحیر ہوگیا اور عرض کیا بہت خلاف وقت آیا - میں سمجھتا تہا کہ امیر المومنین کسی شغل میں مصروف ہیں' مجھے تو باریابی کی اجازت میں بہی شبہہ تہا - خلیفہ نے کہا " تمہین خبر نہیں کہ کیا ہوا " ؟ عرض کی نہیں' فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون ! بیٹھو، سنو، اس مردود نابکار ابو الحسن افشین نے ان دنون ایک عمدہ خدمت انجام دی کہ بابک خرم دین کو جو مدت سے لڑتا تہا گرفتار کرلیا ، اسلئے اسپر مینے اپنی شفقت اور عنایت مبذول کی اور اس کے درجہ مین ترقی دی - افشین کی ہمیشہ سے یہ استدعا تہی کہ ابو دلف قاسم بن کرجی العجلی پر اوس کو اختیار دیا جائے کہ اوس کا مال ومتاع چھینکر اوسکو قتل کر ڈالے تم جانتے ہی ہو کہ دونوں مین کیسی عداوت ہے - مینے ابو دلف کی قدامت کے لحاظ سے اور اس خیال سے بہی کہ تم دونوں مین بڑی دوستی ہے کبہی افشین کی درخواست منظور نہین کی مگر کل مجہسے سہو ہوگیا افشین نے چند بار استدعا کی اور مین انکار کرتا گیا جب اوس کا اصرار بہت زیادہ بڑہا تو منظور کرلیا - اب مین نہایت متفکر ہون کہ ابو دلف غریب کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہے ' صبح ہوتے ہی لوگ اوس کو پکڑ لیجائینگے اور افشین جو نہایت مستعجل ہو رہا ہے یقیناً قتل کر ڈالے گا " مینے کہا افسوس !! امیر المومنین ! یہ ایسا خون ہے جسے اللہ تعالےٰ کبہی پسند نہیں کرے گا ؛ اور حدیثین اور آیتین پڑھنی شروع کردین - پھر کہا کہ ابو دلف حضور کا غلام ہے اور شہسواران عرب سے ہے ' یہ ظاہر ہے کہ اوس نے پہاڑی علاقہ میں کیا کیا اور کیونکر اپنا سکہ بٹھایا - حق تو یہ ہے کہ اُسنے اپنی جان لڑا دی - جب جاکر یہ تسلط ہوا - اگر یہ شخص قتل ہو جائے گا تو اس کے متوسلین اور اقربا نچلے نہ بیٹھینگے - اور بڑی شورش برپا ہوگی - خلیفہ نے فرمایا " ابا عبد اللہ ! تمہارا کہنا صحیح ہے اور مین سمجھتا ہون مگر افسوس ہے کہ یہ بات اختیار میں نہ رہی - کل افشین کو مینے زبان دیدی اور قسمیں کھاکر عہد کیا کہ ابو دلف کو اُس سے نہ چھینون گا - اور نہ کسی کو چھینے کا اختیار دونگا " مینے کہا امیر المومنین ! آخر اس کا کوئی علاج بہی ہے ؟ فرمایا " اسکے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ تم خود ابہی افشین کے پاس چلے جاؤ اور

اگر وہ اندر آنے کی اجازت نہ دے تو زبردستی مکان میں داخل ہو جاؤ اور الحاح وزاری کرو - مگر میری طرف سے کچھہ نہ کہنا ' وہ تمہاری عزت اور رتبے کو جانتا ہے غالباً تمہارا کہنا رد نہ کرے گا - اگر اُس نے سفارش سن لی تو ابو دلف کی جان بچ جائے گی ورنہ یہ سمجہنا چاہئے کہ تقدیر اپنا کام کر چکی "

احمد کہتے ہیں کہ خلیفہ سے یہ سُنکر میرے ہوش اڑ گئے - وہان سے فوراً اٹھا اور وزیر کے محل کی طرف چلا - میرے کچھہ لوگ پہنچ گئے تھے - انہیں اپنے ساتھہ لیا اور دو تین سوارون کو دوڑا کر ابو دلف کے گھر بہیجا - مینے خود بہی گھوڑے کو تیز کیا گھوڑا نہایت تیزی سے جا رہا تہا کچھہ پتا نہیں ملتا تہا کہ آسمان پر جا رہا ہوں یا زمین پر - طیلسان میری پشت سے گر گئی - مگر مجھے خبر بہی نہ ہوئی - صبح قریب ہوگئی تہی - خوف تہا - کہ مبادا مین دیر مین پہنچون اور ابو دلف کا کام تمام ہو جائے - جب مین افشین کے دروازہ پر پہنچا ' حجاب اور بواب دوڑے ہوئے حسب عادت میرے پاس آئے اُنکی دلی خواہش تہی کہ کسی بہانے سے واپس کردین کیونکہ ایسے وقت مین میرا آنا افشین کو سخت ناگوار ہوگا - بہرکیف مجکو اُتار کر مکان مین لیگئے اور پردہ اُٹہا دیا - مینے اپنے ہمراہیون سے کہدیا کہ دہلیز پر گوش بر آواز بیٹھے رہیں - جب میں اندر پہونچا تو افشین کو صدر مین بیٹھا ہوا پایا اُسکے سامنے شہ نشین کے نیچے نطع بچھا ہوا تھا جسپر ابو دلف کو صرف پاجامہ پہنے ہوئے ننگے بدن آنکھیں بند کر کے بٹھایا گیا تھا ابو دلف اور افشین مین گفتگو ہو رہی تھی اور جلاد شمشیر برہنہ لیے سر پر کہڑا ہوا تھا کہ افشین کا ارشاد پاتے ہی ابو دلف کا سر اڑا دے - افشین کی نظر جب مجھپر پڑی - آپے سے باہر ہوگیا - غصہ سے اسکی رنگت بدلنے لگی - گردن کی رگیں تن گئیں - ہمیشہ اوس کا دستور تہا کہ جب مجھے دیکھتا قریب آکر سر جہکا دیتا - اسقدر کہ اوس کا سر میرے سینہ کے برابر ہو جاتا تہا - مگر آج اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں - یہ میری بڑی توہین ہوئی - لیکن مینے خیال نہ کیا - سوچتا تھا کہ نہایت ضروری اور اہم کام کو آیا ہون افشین کی پیشانی پر بوسہ دیکر بیٹھ گیا - وہ میری طرف مخاطب ہوا - مینے صبر کیا اور کچھہ تذکرہ شروع کیا کہ وہ ادہر مشغول ہو - جلاد کو حکم قتل کا نہ دے لیکن اوس نے کچھہ بھی توجہ نہ کی اب میں کھڑا ہوگیا اور دوسرا ذکر چھیڑا یعنی عجمیون کی تعریف کرنے لگا کیونکہ افشین بھی عجمی ہی تھا - عجم کو عرب سے بڑھا دیا - ہر چند مین جانتا تہا کہ یہ بڑی خطا ہے - مگر ابو دلف کی جان بچانے کے لئے ہر بات جائز تھی

اُسنے اسپر بھی کان نہ دیا - پھر مینے کہا کہ اے امیر ! میری جان آپ پر فدا ہو - میں قاسم بن عیسیٰ کے لئے آیا ہون - شان رحیمی دکھلائیے - میری خاطر سے اوس کو بخش دیجئے اسمین بڑا ثواب ہوگا - افشین نے غصہ ہوکر حقارت کے لہجے مین کہا کہ " نہ مینے بخشا ' اور نہ بخشون گا کل امیر المومنین اسپر مجھہ کو اختیار کلی دیا ہے - اور قسمیں سخت سخت کھائی ہیں کہ اس بارے میں مجھہ سے کوئی تعارض نہ کرین گے - مدتون سے مجھکو اسبات کی آرزو تھی اب کسی سفارش میں قبول نہیں کرسکتا " مینے اپنے دل میں کہا کہ احمد تمہارا حکم مشرق سے مغرب تک جاری ہے اور یہان تمہاری یہ توہین اور ذلت ہو رہی ہے - پھر دل کو سمجھایا کہ نہیں اسوقت سب ذلتیں اٹھا لینی چاہئیں - ابو دلف کو بچانا چاہئے - میں اٹھا - افشین کے سر کا بوسہ دیا اور بہت الحاح وزاری کی مگر کوئی اثر نہ ہوا - دوبارہ اوس کے بازو کا بوسہ دیا جب بھی اوس نے منظور نہ کیا - پھر ہاتھ چومے ، انداز سے اوس نے سمجھہ لیا کہ اب مین زانو بھی چومونگا خفا ہوکر بولا کہ " اسکا کیا نتیجہ ؟ بخدا اگر ہزار بار زمین چومو گے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا " مجھہ کو بھی اسقدر غصہ آیا کہ پسینے پسینے ہوگیا - جی مین کہا کہ یہ مردار کافر مسلمان نما میری اسقدر توہین کر رہا ہے اور میں چُپ ہون ! یہ کیون ؟ صرف اسلئے کہ ابو دلف کی جان عزیز ہے تو اب جسطرح ممکن ہو اسکو بچانا ہی چاہئے - اگرچہ مین بھی کسی آفت مین پھنسون یہ سوچکر مینے کہا کہ مجھکو جو لازمۂ آدمیت تھا وہ بجا لایا اور تم نے میرا کوئی خیال نہیں کیا - حالانکہ تم جانتے ہو کہ خلیفہ اور اسکی بارگاہ کے کل بزرگ - وہ بھی جو تم سے رتبہ مین کم ہیں اور وہ بھی جو تم سے مرتبہ میں زیادہ ہیں - میری عزت وحرمت کرتے ہیں اور مشرق سے مغرب تک میرا سکہ بیٹھا ہوا ہے خدا کا شکر ہے کہ اُسنے تمہارے احسان کی ذلت کے بار سے میری گردن کو بچایا - اب میری باتیں تمام ہوگئیں - لو خلیفہ کا پیغام سنو - امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ قاسم عجلی کو چھوڑ دو اور کوئی تعرض نہ کرو ' فوراً گھر بھیجدو - اب تمہارا بس اوسپر چل نہیں سکتا - اگر قتل کرو گے تو میں تم سے اوس کا قصاص لونگا " یہ سنتے ہی افشین کے ہاتھہ کے طوطے اڑ گئے - گھبرا کر بولا کہ " کیا فی الحقیقت خلیفہ کا یہ حکم ہے " ؟ مینے کہا ہان ، کبھی تم نے خلیفہ کے ارشاد کے خلاف مجھے کہتے سُنا ہے ؟ یہ کہکر مینے اپنے ساتھیون کو آواز دی فوراً تیس چالیس آدمی اندر آگئے - مینے کہا تم لوگ ٹھیرو ' میں افشین کو امیر المومنین معتصم کا حکم سُناتا ہوں کہ ابو دلف کو

فوراً گھر بھیجدو ، خبردار قتل نہ کرو ، ورنہ تم سے انتقام لیا جائے گا - یہ کہکر مینے قاسم کو پکارا - اُسنے لبیک کہا - مینے پوچھا صحیح وسالم ہو نا ؟ وہ بولا ہان - کہا کوئی زخم تو نہیں آیا ؟ بولا نہیں - مینے اپنے لوگوں سے کہا کہ اسبات کے بھی گواہ رہنا کہ ابو دلف ابھی صحیح وسالم ہے - سبھون نے کہا بیشک ہم لوگ شاہد ہیں - مین غصہ ہی کی حالت میں سوار ہوکر واپس چلا - اور گھوڑے کو سرپٹ پھینکا - میری کیفیت دیوانون کی سی ہو رہی تھی - اور رستہ بھر یہ خیال ہوتا تہا کہ ابو دلف کا قتل اب اور بھی یقینی ہوگیا - افشین بھی ابھی پہنچے گا اُس سے خلیفہ انکار کرے گا کہ مینے پیغام بھیجا تم جاکر قاسم کو مار ڈالو ، جب آستان خلافت پر مین پہونچا ' خادم نے میری حالت غیر دیکھی ؛ بدن پسینے پسینے ، سانس پھولی ہوئی تھی ، فوراً مجھے اندر لے گیا خلیفہ نے ازراہ شفقت خادم کو حکم دیا کہ رومال سے چہرہ پونچھکر پسینہ اُٹھالے اور مہربانی آمیز لہجہ مین پوچھا " اے ابا عبد اللہ ! کہو تمھیں کیا ہوا ؟ " مینے دعا دیکر عرض کی کہ آج جو واقعہ مجھپر گذرا ہے عمر بھر نہیں گذرا تہا - افسوس ہے کہ ان لوگون کی نامسلمانی کیوجہ سے کیا کیا نوبت نہیں آتی !! فرمایا حال کہو " مینے ابتداء سے کہنا شروع کیا ' جب اس ذکر تک پہونچا کہ " مینے بازو کا ، سر کا اور ہاتہہ کا بوسہ دیا ، پاؤن چومنے کو جھکا - اسپر افشین نے کہا کہ ہزار بار زمین بھی چومو گے تو کوئی نتیجہ نہ ہوگا میں قاسم کو ضرور قتل کردونگا " اثنا ہی میں کہنے پایا تہا کہ افشین بارگاہ میں کلاہ و کمر بند لگائے ہوئے آگیا - میں افسردہ ہوکر خاموش ہو رہا ' دل میں کہنے لگا سوء اتفاق تو دیکھو مین ابھی اصل حال امیر المومنین سے کہنے بھی نہ پایا تہا (کہ آپ کی طرف سے جعلی پیغام دیکر قاسم کو بچایا ہے) کہ یہ کمبخت آگیا - افشین اسوقت پیغام کا ذکر کرے گا تو خلیفہ کے انکار سے میری رسوائی الگ ہوگی اور قاسم کی گردن الگ ماری جائے گی - میں تو یہ سوچتا تھا اور خدا کو کچھہ اور منظور تہا ' میری التجاؤن کا حال سُنکر خلیفہ کا دل بھر آیا تہا - افشین جب بیٹھا ' امیر المومنین سے بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا کہ کل حضور نے ابو دلف پر مجھے کامل اختیار عطا فرمائے اور احمد نے جاکر حضور کا پیغام دیا کہ اوس کو قتل نہ کرو ' کیا یہ درست ہے ؟ "

معتصم نے کہا - ہان میرا ہی پیغام ہے کبھی احمد کو تمنے مجھپر یا میرے بزرگون پر افترا کرتے دیکھا ہے ؟ بے شک تمہاری الحاح وزاری پر کل مینے اختیارات دیئے تھے مگر ابو دلف میرے خاندان

کا قدیمی خادم ہے۔ عقل کا مقتضا یہ تہا کہ اُسکو جو تم نے بلایا تو مہربانی سے پیش آتے، خلعت دیکر گھر بہیجتے؛ نہ کہ اوس کو قتل کرتے! خاصکر ابو عبد اللہ کا رنجیدہ کرنا سب سے برا ہے!! مگر ہر شخص اپنی اصالت کے موافق کام کرتا ہے اور عجمی عربون کے ساتہہ بھلا کیونکر سلوک کر سکتے ہیں، عربون کی تلوار کی آنچ انھین بھولی نہیں ہے۔ اُسی کا بدلہ لینے ہیں خبردار آیندہ سے ہوشیار رہو"۔ افشین یہ سنکر نہایت دل شکستہ ہوکر اُٹھا اور چلا گیا۔

اُسکے جانے کے بعد خلیفہ نے مجھسے پوچھا کہ "میری طرف سے جعلی پیغام دینا تم نے کیونکر جائز رکھا، مینے عرض کی کیا کرتا ایک بیگناہ مسلمان کا خون ناحق ہونا مجھسے دیکھا نہ گیا۔ خدا تعالے اسکا اجر دے گا، کوئی پرسش نہ فرمائے گا۔ پھر چند آیتیں اور حدیثیں پڑھیں معتصم ہنس پڑا اور کہا "سچ کہتے ہو یہی کرنا تہا۔ خدا کی قسم تم دیکھہ لینا کہ افشین میرے ہاتہون سے اب سلامت نہ بچے گا، وہ کمبخت مسلمان نہیں ہے"۔ مینے بہت دعائیں دیں اور شکریہ ادا کیا کہ قاسم کی جان بچگئی پھر رونے لگا۔ معتصم نے ایک حاجب کو بلا کر حکم دیا کہ افشین کے گھر میری خاص سواری کا گھوڑا الیحاؤ اور ابو دلف کو اوسپر سوار کر کے ابو عبد اللہ کے مکان میں لے آؤ۔ حاجب تعمیل ارشاد کے لئے چلا گیا اور میں بھی رخصت ہوا، رستے میں توقف کرتا ہوا جاتا تہا کہ حاجب اور ابو دلف میرے پہنچنے کے قبل پہنچ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، قاسم کو مینے اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا پایا وہ مجھے دیکھکر شکر کرنے لگا۔ مینے کہا میرا کیا شکر کرتے ہو، خدا تعالے اور خلیفہ کا شکر کرو کہ تمہاری جان بچی۔ پھر حاجب نے نہایت اعزاز کے ساتھ اوسکو گھر پہنچا دیا۔

اس واقعہ سے ایک مدت کے بعد خلیفہ نے احمد کی کوشش سے افشین کو قتل کر دیا۔ قاضی احمد بن ابی دواد، مامون کے عقیدہ کے موافق کلام اللہ کے حدوث کے قائل تھے اور امام احمد بن حنبل قدیم مانتے تھے۔ رمضان کے مہینے ۲۲۰ ہجری میں خلیفہ کے حکم سے دونون مین مناظرہ ہوا۔ آخر ابن ابی دواد بحث میں غالب آئے احمد بن حنبل سے اگرچہ جواب نہ چل سکا مگر اُنھوں نے زبان سے حدوث قرآن کا اقرار نہ کیا، اپنے عقیدے پر قایم رہے معتصم نے تازیانہ لگانے کا حکم دیا، تیس کوڑے لگائے گئے اور قیدخانے میں بھیجے گئے +

ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب کے نام ایک کھلا خط

خانصاحب! مینے آپ کے رسالہ الذکر الحکیم ۴ کو جو آپ نے میرے نام بہیجا ہے نہایت غور سے پڑھا ہے۔ اسکو پڑھکر مجھے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ مین اپنے اخبار کے ذریعہ آپ کے نام یہ خط شائع کرون۔

(۱) آپ نے اپنے پمفلٹ کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ سینکڑون معاملات کی خبر مجھے قبل از وقت ملتی اور صحیح ثابت ہوتی ہے اسجگہ پر محض دو خوابات نمونتاً عرض کرتا ہوں۔

اوّل - ایک مولوی محمد حسن بیگ میرے خالہ زاد بھائی تہے **حضور کے سخت مخالف تھے**۔ انکی نسبت خواب مین مجھے معلوم ہوا کہ اگر وہ مسیح الزمان کی مخالفت پر اڑا رہا۔ تو پلیگ سے ہلاک ہو جائے گا۔ اسکی سکونت بہی شہر سے باہر ایک کشادہ صاف ہوادار مکان مین تہی یہہ خواب مینے اس کے حقیقی بھائی اور چچا اور دیگر عزیزون کو سُنا دیا تھا ایک سال بعد وہ پلیگ ہی سے فوت ہوا"۔

یہہ خواب آپ نے درج کی ہے اور اسکو منجانب اللہ صحیح قرار دیا ہے۔ اب جواب طلب امر یہ ہے۔ کہ آپ کی اس رؤیا کے موافق مولوی محمد حسن بیگ کا پلیگ سے مرنا حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ہے جو قبل از وقت آپ کو بتایا گیا تہا۔ اگر وہ شخص پلیگ سے فوت ہوتا تو آپ کی اس رؤیا، کے موافق حضرت مسیح موعود خدا کی طرف سے نہ ٹھہرتے۔ یا آپ کی رؤیا شیطانی خواب ہوتی + لیکن جب کہ اسکی تصدیق ہو گئی تو اب فرمائیے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے **مسیح موعود** ہونے میں کیا کلام رہا جبکہ اللہ تعالے نے آپ پر یہہ حجت پوری کی ...... پہر آخیر رسالہ میں انکو معاذ اللہ منہا **دجّال** کہنا یہ کس ایمان کا نتیجہ ہے + ادہر دوسرا امر اس خواب کے متعلق یہہ غور طلب ہے۔ کہ جس حال میں یہہ خواب آپ کی سچائی کی دلیل ہے پھر کیا سنت اللہ یون ہی واقع ہوئی ہے کہ کوئی نبی یا مامور کسی وقت کسی قوم کی طرف **مامور** ہوا ہو اور پہر اللہ تعالے نے اسکو معزول کر دیا ہو؟ کیا قرآن شریف مین اسکی کوئی نظیر آپ پیش کر سکتے ہیں؟ اگر مرزا صاحب آپ کی اس خواب کے وقت اور مولوی محمد حسن بیگ کی وفات تک فی الحقیقت خدا تعالے کی طرف سے مسیح الزمان تہے پھر وہ کونسی اسباب پیدا ہوئے جو آپ کو اس عہدہ سے معزول کر دیا جاوے؟ کیا آپ کسی ایسے مسیح کے ہی منتظر ہیں جو کچھہ عرصہ تک تو مسیح رہیگا پہر آخر ڈاکٹر عبد الحکیم خان کی وجہ سے وہ اس عہدہ سے معزول ہو جاوے گا؟ ذرا ہوش کر کے جواب دین۔

(۲) آپ نے اس رسالہ کے صفحہ ۱۳ پر اپنی تفاسیر اردو و انگریزی کے متعلق ذکر کیا ہے کہ انپر چہہ ہزار کے قریب روپیہ صرف کر کے حضرت مسیح موعود کے متعلق تائیدی مضمون مختلف موقع پر درج کئے بجالیکہ لوگوں نے آپ کو منع کیا مگر آپ لکھتے ہیں کہ مینے توکل بخدا ان تمام باتون کو نظر انداز کیا اور **خلاف ایمان** کوئی بات نہیں کی"۔

اب سوال یہ ہے کہ جس حال مین ان تفاسیر اردو و انگریزی مین آپ نے جو کچھہ لکھا ہے وہ **خلاف ایمان** نہیں لکھا بلکہ دیانتداری اور خدا ترسی سے لکھا ہے اور محض بے ریا ہو کر لکھا ہے تو جن آیات سے آپ نے حضرت مسیح موعود کی صداقت کا استنباط کیا ہے کیا ان آیات سے اب بہی وہی مضمون نکلتا ہے یا نہیں؟ اور وہ آیات حضرت مسیح موعود کی سچائی کی مثبت ہیں یا نہیں؟ اگر مثبت ہیں تو پھر آپ کی یہ ساری تحریر بے فائدہ اور فضول ہے۔ اور انکی تہ مین نفس اور ہوا کی غلامی پائی جاتی ہے اور اگر اب ان آیات سے وہ صداقتین ثابت نہیں ہوتی ہیں تو پہر جس قدر لوگون کو آپ نے اس تفسیر کے ذریعہ گمراہ کیا ہے (کیونکہ اب یہی کہا جاویگا) اسکی تلافی کیونکر ممکن ہوگی؟ جب کہ آپ نے **ایمانی پہلو** سے لاکہون روپیہ کی پروا نہیں کی تو کیا اب آپ ان سب خریداران کو ان کی قیمت واپس دیکر ان کتابون کو جلا دین گے یا نہیں؟

یہہ کہنا کہ ان مضامین کو نکالدونگا کافی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ جو لوگ ابتک خرید کر چکے ہیں ان کی تلافی کیونکر ہوگی۔ اور ابہی تک آپ پیسہ اخبار میں اشتہار دیکر ان کتابون کو کیون **فروخت** کرتے ہیں۔ کیا یہ کارروائی **خلاف ایمان** نہیں؟ جبکہ انکے مضامین کو آپ مشکوک سمجھتے ہیں تو آپ **ایمان** سے بتائیں کہ مشکوک مضامین کے متعلق اشتہار دیکر انکو صحیح اور یقین کے رنگ میں فروخت کرنا کونسی دیانتداری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہہ حرکت **قانونی نظر** سے بہی قابل مواخذہ ہے۔

فی الحال یہ دو امر قابل استفسار پیش کرتا ہون اسکے بعد اور بہی لکھونگا +

ایڈیٹر الحکم

ملفوظات میں سے کچھہ

۲۱ مئی ۱۹۰۶ء - فرمایا تین چار روز ہوئے میں نے خواب مین دیکھا تہا کہ بہت سے چھوٹے زنبور ہیں اور مین ان کو مارتا ہوں اس سے مراد یہی مخالف دشمن ہیں۔ جو احمق ہیں اور غوغا مچاتے ہیں یہ بہی حکمت الہٰی ہے کہ ایک طرف تو خدا تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جوش دیا کہ خلقت کو ہدایت دیں اور ان کو راہ راست پر لا دیں اور دوسری طرف ابو جہل جیسون کو جوش دیا کہ مخالفت میں شور و غوغا مچائیں۔ مذکورہ بالا رؤیا کے متعلق مخالفونکی تباہی بذریعہ نشانات الٰہی کی ہے۔ دشمن خود بخود ہلاک ہو رہے ہیں۔ کیونکہ یہ زمانہ تلوار کا نہیں۔ خدا آپ سامان پیدا کرتا ہے۔

حیدر آباد کے مولوی محمد سعید صاحب نے اپنے ابتلاؤن کا ذکر کیا۔ فرمایا جب تک انسان ابتلا کی برداشت نہ کرے۔ خدا کے پاس اس کو درجہ نہیں مل سکتا۔

فرمایا ہم غریب و ضعیف ہیں نہ تلوار ہمارے ہاتھ میں ہے اور نہ ہم اس امر کے واسطے مامور ہیں کہ تلوار چلائیں۔ اور نہ ہمارے پاس جنگ کے سامان ہیں لیکن ہماری تلوار آسمان پر ہے دنیا مین جس عظیم الشان انقلاب کو ہم چاہتے ہیں کہ لوگ خدا کی طرف جھکیں اور اس کی ہستی پر ایمان لاویں وہ ہمارے اختیار مین نہیں کتابون کے لکھنے سے بھی کچھہ نہیں ہوتا۔ ایک ہرے بھرے باغ کی طرح دلائل کا مجموعہ ہم نے اکٹھا کیا ہے لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔ خدا تعالے اپنے وعدہ کے موافق کچھہ کرے گا میرا قلب محسوس کرتا ہے کہ اسوقت دنیا ایسی سخت غفلت میں پڑی ہوئی ہے کہ بغیر الیم اور شدید عذاب کے ماننے والے نہیں۔ حدیثون سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ آنے والا مسیح مردون کو زندہ کریگا بلکہ یہ فرمایا کہ زندون کو ماریگا (جیسا کہ طاعون وغیرہ نشانات مین ہلاکت ہو رہی ہے۔)

۳۰ مئی ۱۹۰۶ء - فرمایا۔ ہر ایک نبی جو دنیا مین آتا ہے اس کے لیے اللہ تعالے کے کسی نہ کسی اسم کا پرتو ہوتا ہے مسیح موعود پر اللہ تعالے کے غالب ہونیوالے نام کا پرتو ہے۔ صوفیون نے بہی لکھا ہے۔ کہ آنیوالا مسیح ہمیشہ فتح پائیگا اور کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ دشمن ہزار اسکی مخالفت کرین۔ مگر وہ ایسا وجود ہے کہ اسکو ہمیشہ فتح ہی ہوگی۔ شکست تو اوس نے کھائی ہی نہیں۔

فرمایا۔ اگر ہم افترا کرتے ہیں تو خدا خود ہمارا دشمن ہے اور ہمارے لیے بچاؤ کی کوئی صورت ہو ہی نہیں سکتی لیکن اگر یہ کاروبار خدا کیطرف سے ہے اور مصائب اسلام کیواسطے اللہ تعالے نے خود ایک سامان بنایا ہے تو اسکا مقابلہ خدا تعالے کو کس طرح پسند آسکتا ہے۔ بڑا بدقسمت ہے جو اسکو توڑنا چاہتا ہے۔

فرمایا۔ یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بے ادبی سے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالے کے جلال کے اظہار کے واسطے ہے اور نادان نہیں جانتے کہ جب تک خدا کے نبی اور اسکے رسول کا جلال نہ ہو۔ خدا کا جلال وہ کس طرح ظاہر کر سکتے ہیں۔